OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
http://www.aiou.edu.pk/sab/mi/index.asp
www.iri.aiou.edu.pk

برصغیر کے علمائے اسلام کے مکتوباتی ادب کا مختصر تاریخی جائزہ

A short historical analysis of epistolary literature of the scholars of the sub-continent

*** ڈاکٹر علی اکبر الازہری**

صدر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور

**** نادیہ عالم**

پی ایچ ڈی سکالر یونیورسٹی آف لاہور

ABSTRACT

Many of the *Mashaikh* (Spiritual Leaders)of the Sub-Continent, who were also the great scholars of their times, not only guided the masses through words but also by letters written to different people on different subjects. The letters included their relatives, followers, contemporary scholars, nobles and the emperors. In their letters they wrote about training, guidance, reformation, awakening, admonition and different facts of morality and *Sufism*. Many collections of such epistles are found today too. Some of them are published while some are still in the form of manuscripts .This article gives a short historical analysis of these letters. Firstly, a short introduction of the relevant author is given which includes their lineage, region, era, education and rank in the society. An overview of their literary work follows their introduction. At the end their letters/epistles are briefly mentioned. This historical analysis only includes the writings of the religious scholars after the advent of Aslam in the Sub-Continent (712AD-93H).During the reigns of Delhi estate (1206-1554AD/602-962H) and *Mughal* Destiny (1526-1857AD/932-1257H).

مکتوب یا خط ابلاغ کا بہت اہم قدیمی ذریعہ رہا ہے۔اللہ رب العزت نے جب اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے انبیائ کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تو کئی انبیائ کرامؑ پر صحائف اور کتب نازل فرمائیں یعنی کسی کی راہنمائی کے لیے لکھ کر بھیجنا سنتِ الٰہیہ ہے اور یہ سنت انبیائ کرام علیہم السلام بھی ہے۔قرآن حکیم میں سورۃ النمل میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے خط کا ذکر ہے جو انھوں نے ملکہ سبا کو بھیجا تھا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ [1]

" میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کس بات کی طرف رجوع کرتے ہیں"

خود نبی آخر الزماں ﷺ نے جب عرب سے باہر مختلف علاقوں کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی تو اسی ذریعہ ابلاغ کو استعمال فرمایا ہے۔ کسی کی شخصیت اور اس کے افکار و نظریات کے جاننے کے لیے مکتوب سے بہتر کوئی صنف نہیں۔ مکاتیب میں مکتوب الیہ سے تعلق خاطر کی بنا پر تعلیم، تربیت، تادیب، تنبیہ، جذبات اور علم و فن کا اظہار ہوتا ہے۔ مکاتیب کا مقام و مرتبہ اس کے لکھنے والے کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے جس قدر وہ اپنے علم و فن میں کامل ہوتا ہے اسی قدر اسکے مکاتیب کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے۔

ہمارے بزرگان دین (جن کی زندگیاں لوگوں کی ہدایت واصلاح کے لیے وقف تھیں) جو اپنے زمانے کے جید علمأ بھی تھے انہوں نے لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ہمہ تن کوششیں کیں اور زبانی رشد وہدایت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت مکاتیب بھی لکھے۔ گویا یہ مکاتیب انہوں نے دعوتی اور تربیتی مقاصد کے پیش نظر تحریر فرمائے۔ ان میں سے کئی بزرگوں کے مکاتیب کو بعد میں مجموعوں کی شکل میں مرتب کیا گیا۔ ان مکاتیب سے انکے جذبہ ایمانی، تبحر علمی اور وسعت نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ان مکاتیب نے برصغیر میں تصوف کی حقیقی تعلیمات عام کرنے اور دینی اقدار کے فروغ میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ خصوصاً حضرت مخدومِ جہاں شرف الدین یحییٰ منیریؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات گرامی برصغیر میں موضوع تصوف پر بہت ہی گرانقدر علمی کارنامے ہیں۔ ہم اس مضمون میں برصغیر میں اسلام کی آمد کے بعد سے لے کر مغلیہ عہد کے آخر تک کے بزرگوں کے معلوم مکتوبات کے مجموعوں کا ایک مختصر جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

1. صوفی حمید الدین ناگوریؒ (۵۷۰ھ-۶۷۳ھ)

برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے ساتویں صدی ہجری میں مکتوبات کا ذکر ملتا ہے۔ ہندوستان میں اس فنِ انشأ کی پہلی مثال صوفی حمید الدینؒ کے "مکتوبات" ہیں۔ صوفی حمید الدینؒ کو سعید ناگوری سوالی بھی کہتے ہیں۔ آپ کا لقب "سلطان التارکین" اور کنیت "ابو احمد" تھی (2)۔ آپؒ حضرت سعید بن زیدؓ (3) کی اولاد سے تھے۔ آپؒ نہایت خوبصورت تھے طویل عمر پائی۔ خود فرماتے ہیں کہ فتح دہلی کے بعد مسلمان گھرانوں میں سب سے پہلے میری پیدائش ہوئی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (۵۲۷ھ-۶۳۳ھ) کے زمانہ سے شیخ نظام الدین اولیأؒ (۶۳۱ھ-۷۲۵ھ) کے ابتدائی زمانہ تک آپؒ زندہ رہے (4)۔ یہ سلاطینِ دہلی (5) کا اولین عہد تھا۔ جو عہدِ غلاماں (۶۰۲ھ - ۶۸۵ھ) کے نام سے مشہور ہے۔ خصوصاً غیاث الدین بلبن (۶۶۴ھ-۶۸۶ھ) کا عہد شیخ حمید الدین صوفیؒ کا دورِ دعوت و تبلیغ رہا۔ آپؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ہندوستان کے عظیم مشائخ میں آپؒ کا شمار ہوتا ہے۔ بڑے پائے کے بزرگ اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ آپؒ نے سو سال سے زائد عمر پائی وصال مبارک ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ کو ناگور میں ہوا۔ مزار بھی ناگور میں ہے۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں ایک رسالہ "عشقیہ" اور کتاب "اصول الطریقۃ" شامل ہیں۔

آپ کے حالات، ملفوظات اور مکتوبات کو "سرور الصدور ونور البدور" کے نام سے ان کے پوتے شیخ فرید الدین بن عبدالعزیز (ف ۷۳۴ھ) نے عہد محمد تُغلق (۷۲۵ھ-۷۵۲ھ) میں جمع کیا تھا (6)۔ "سرور الصدور ونور البدور" کے مطابق جب تصوف سے متعلق کسی سوال کا جواب لکھنے کی ضرورت ہوتی تو خواجہ معین الدین چشتیؒ آپؒ سے ہی لکھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ اخبار الاخیار میں بھی آپ کے مکتوبات کا ذکر ہے۔ بالخصوص وہ خط وکتابت جو صوفی حمید الدینؒ اور شیخ بہأ الدین زکریا ملتانیؒ کے درمیان ہوئی (7)۔

2. حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ (۶۶۱ھ۔۷۸۲ھ)

مکتوبات کے حوالے سے آٹھویں صدی ہجری خاندان غلاماں کے ساتویں بادشاہ علاالدین مسعود شاہ (۶۴۴ھ۔ ۶۶۴ھ) کے عہد سے تغلق خاندان کے محمد تغلق (۷۵۲ھ-۷۹۰ھ) کے عہد تک، حضرت شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسمِ گرامی بہت معروف ہے۔ آپؒ کے آباء بیت المقدس سے برصغیر میں تشریف لائے۔ والد کا نام یحییٰ تھا۔ آپ کی پیدائش ۲۶ یا ۲۹ شعبان المعظم ۶۶۱ھ میں قصبہ منیر (ضلع پٹنہ) میں ہوئی۔ گھر پر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپؒ کو حضرت علامہ اشرف الدین ابوتوامہؒ (ف ۷۰۰ھ) جیسا استادِ کامل مل گیا۔ جن سے تمام دینی اور عقلی علوم کی تکمیل کی۔ آپؒ سہروردی سلسلہ کی شاخ "فردوسی" کے مشہور شیخ خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ابتدائے سلوک میں تقریباً چالیس سال قصبہ راج گڑھ کے نزدیک پہاڑ میں طویل ریاضت کے[8] بعد بہار کے قصبہ منیر میں اقامت اختیار کی۔ درس و تدریس اور رشد وہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا اور وہیں ۷۸۲ھ میں ایک سو اکیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں "ارشاد الطالبین، ارشاد السالکین، رسالہ مکیہ وذکرِ فردوسیہ، فوائد المریدین، رسالہ اشارات ،رسالہ اجوبہ" شامل ہیں۔ آپ کے ملفوظات مبارکہ کے نو مجموعے ہیں :۔"معدن المعانی، خوانِ پر نعمت، راحت القلوب، مخ المعانی، مونس المریدین، گنج لایفنیٰ، فوائد الغیبی، مغز المعانی اور تحفہ غیبی"۔ تاہم آپؒ کے مکتوبات جو تصوف و عرفان کا بے بہا خزانہ ہیں، زیادہ معروف ہیں۔ ان مجموعوں کے نام "مکتوباتِ صدی، مکتوباتِ دوصدی، مکتوبات ہست و بست اور فوائد رکنی" ہیں[9]۔

مکتوباتِ صدی: یہ حضرتؒ کے ایک مرید خاص قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام ہیں جو اپنی غیر معمولی مشغولیت اور فرائض منصبی کی انجام دہی کی وجہ سے آپؒ کی خدمت میں حاضری سے معذور تھے۔ ان کے اصرار پر آپؒ نے یہ خطوط ۷۴۷ھ میں لکھے۔ ان میں تصوف کے تمام اہم مسائل زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ اس مجموعہ میں سو مکتوب شامل ہیں۔ حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے مرید خاص اور کاتب مولانا زین بدر عربیؒ نے ان کو قلم بند کیا۔ اس کا اردو ترجمہ کراچی سے ۱۳۹۶ھ میں شائع ہوا۔

مکتوباتِ دوصدی: مکتوباتِ صدی کے ۲۲ سال بعد مکتوباتِ دوصدی کی تکمیل ہوئی۔ یہ چونکہ مختلف مریدوں کے نام لکھے گئے اس وجہ سے بعض مباحث میں توارد و تکرار بھی ملتا ہے۔ اس کے جامع بھی مولانا زین بدر عربیؒ ہیں۔ اس مجموعہ مکتوبات میں دوسو آٹھ مکتوب شامل ہیں۔ یہ مجموعہ اور اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکے ہیں[10]

فوائدِ رکنی: یہ مکتوبات اپنے مرید خاص حضرت رکن الدینؒ کے سفرِ حج کے زمانے میں تحریر فرمائے جنھوں نے حضرتؒ سے درخواست کی تھی کہ :

"درویش کے لیے مکتوبات کے ذریعے چند فوائد تحریر فرمادیں تاکہ سفر و حضر میں مونسِ روزگار ثابت ہوں"۔

جس پر آپؒ نے ان کے لیے اٹھارہ فوائد تحریر فرمائے۔ ان کی تصانیف کی فہرست میں ان فوائد کو مکتوبات میں بھی شامل کیا جاتا ہے اور بعض اس مجموعہ مکاتیب کو آپؒ کے رسائل میں بھی شامل کرتے ہیں۔

مکتوبات بست و ہشت : یہ دو سو سے زائد مکاتیب تھے جو حضرتؒ نے اپنے عزیز ترین مرید مظفر بلخیؒ کو لکھے۔ یہ اتنے عزیز مرید تھے کہ ان کے بارے میں حضرت منیریؒ نے فرمایا:

"تن مظفر جان شرف الدین، جان مظفر تن شرف الدین" یعنی شرف الدین مظفر ہے اور مظفر شرف الدین ہے۔ صد افسوس کہ مظفر بلخیؒ کی وصیت کے مطابق یہ مکاتیب انکے ساتھ ہی دفن کر دیئے گئے۔ مگر یہ اٹھائیس مکاتیب علیحدہ رہ گئے تھے جو دفن ہونے سے بچ گئے۔ ان کو بعد میں کتابی شکل دے دی گئی۔[11]

3. حضرت سید شیخ محمد جعفر مکی سرہندیؒ (۷۰۶ھ-۸۴۱ھ)

آٹھویں صدی ہجری میں ہی حضرت سید شیخ محمد جعفر مکی سرہندیؒ کے مکتوبات کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت شیخ محمد جعفرؒ شیخ نصیر الدین محمودؒ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ آپؒ نے علاالدین محمد خلجی (۶۹۵ھ-۷۱۵ھ) کے عہد سے عہدِ سادات کے محمد شاہ (۸۳۷ھ-۸۴۷ھ) تک لمبی عمر پائی۔ آبا ٔ کرام شرفائے مکہ مکرمہ سے تھے۔ آپؒ مکہ مکرمہ سے دہلی تشریف لائے پھر سرہند میں قیام فرمایا۔ وہیں وفات پائی مزار شریف بھی سرہند میں ہی ہے۔ آپؒ نے ساٹھ سال علومِ ظاہریہ کے حصول میں صرف کیے اور پھر تصوف کی طرف توجہ کی۔ آپؒ نے تصوف میں بلند پایہ کتب تصنیف کیں۔ ان کتب میں آپؒ نے اپنے حالات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جن کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ :-

"در آنچہ او از احوال باطن و ظاہر خود نوشتہ است، عقل حیران است۔۔۔۔"[12]

(آپ نے جو اپنے ظاہری و باطنی حالات تحریر فرمائے ہیں ان کو دیکھ کر انسانی عقل حیران رہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر ان تمام احوال کو بغیر کسی تاویل کے ان کے ظاہر ہی پر محمول کیا جائے تو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ واقعی آپ اپنے وقت کے بہت بڑے کامل بزرگ تھے۔)

تصانیف: آپؒ کے طرزِ تحریر کو بھی شیخ محدثؒ نے خراج تحسین پیش کیا ہے[13]۔ آپ کی تصانیف میں (۱) بحر المعانی، (۲) دقائق المعانی، (۳) حقائق المعانی اور (۴) صحائف السلوک شامل ہیں۔ رسائل میں (۱) رسالہ اسرارِ روح (روح کے بارے میں) (۲) رسالہ پنج نکات (۳) رسالہ بحر النساب شامل ہیں۔ "صحائف السلوک" اور "بحر المعانی" کے بارے میں نثار احمد فاروقی "نقدِ ملفوظات" میں لکھتے ہیں کہ :

"یہ دونوں کتب، ان بنیادی کتب میں شمار ہونے کے لائق ہیں جن سے ہندوستان میں تصوف کے فکری ارتقأ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے" ([14])

مکتوبات: آپؒ کی کتاب "بحر المعانی" میں آپؒ کے مکتوبات بھی شامل ہیں۔ جو آپؒ نے ملک محمود عرف شیحن کے نام لکھے، پہلا مکتوب ۸۲۹ھ کا ہے۔ ان مکتوبات میں انھوں نے مسائل و مصطلحاتِ تصوف کی عالمانہ شرح بیان کی ہے۔ اس کا نادر کتاب ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہے۔ یہ نسخہ ۱۲۳۶ھ کا مکتوبہ ہے[15]۔

4. مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ (۷۰۷ھ-۷۸۵ھ)

حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم، شیخ طریقت، سیاح معرفت اور سہروردی سلسلہ کے نامور اساطین میں سے تھے۔ ان کی علمی، روحانی، اور اصلاحی سرگرمیوں سے نہ صرف برصغیر پاک وہند متاثر ہوا بلکہ انکے علوم و افکار کے اثرات بیرون ہند بھی پہنچے۔ آپؒ حضرت جلال الدین بخاری (سرخؒ) کے پوتے اور حضرت احمد کبیرؒ کے فرزند تھے۔ آپؒ کے دادا نے بخارا سے برصغیر کا رخ کیا اور اوچ میں مستقل سکونت اختیار کی۔

حضرت مخدوم کی پیدائش اوچ میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر ملتان سے تحصیل علم کے بعد پندرہ سال سے زائد حجاز مقدسہ میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔علوم قرآنی میں خاص درک حاصل کیا۔وہاں انکے اساتذہ میں شیخ عبداللہ یافعی اور شیخ عبداللہ مطری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔آپؒ حضرت ابوالفتح رکن الدین المعروف شاہ رکن عالمؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔آپؒ نے سیر و سیاحت بہت فرمائی اور ''جہاں گشت'' لقب سے مشہور ہوئے۔آپؒ نے اوچ شریف میں اپنے آبائی مدرسہ میں باقاعدہ تدریس کا اہتمام فرمایا۔آپؒ نے اپنی اٹھتر سالہ زندگی میں علاؤ الدین خلجی (ف۷۱۵) تا فیروز شاہ تغلق (ف۷۹۰)تک سات سلاطین دہلی کے ادوار دیکھے۔ اوچ شریف میں ہی ۱۰-ذی الحجہ ۷۸۵ھ/۳-فروری ۱۳۸۴ء کو وصال فرمایا۔[16]

تصانیف: آپ کی تصانیف میں شیخ قطب الدین دمشقیؒ کے رسالہ ''رسالہ مکیہ'' کا فارسی ترجمہ، اربعین صوفیہ، فوائد اعمال واشغال اور ایک نامکمل فارسی ترجمہ قرآن '' شامل ہیں ۔آپؒ کے ملفوظات کے کئی مجموعے ہیں مثلاً ''خزانہ جلالی، جواہر جلالی، مظہر جلالی، جامع العلوم اور سراج الہدایہ'' [17]

مقرر نامہ: مقرر نامہ حضرت مخدومؒ کے مکتوبات وہدایات کا مجموعہ ہے۔ان مکتوبات میں حضرت مخدومؒ نے تصوف و سلوک کی تعلیم کو قلم بند کیا ہے۔ ہر مکتوب ''مقرر باد'' کے لفظ سے شروع ہوتا ہے۔اس مجموعہ مکتوبات میں بیالیس مکتوبات شامل ہیں یہ مجموعہ مکاتیب ۱۳۷۴ء میں مرتب ہوا۔[18]

5. سید محمد حسینی گیسو دراز دہلویؒ (۷۲۰ھ-۸۲۵ھ)

آٹھویں صدی ہجری میں ہی حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ دہلوی کے '' مکتوبات '' ملتے ہیں ([19])۔آپؒ دہلی میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی (ف۷۲۰ھ)کے عہد میں پید ہوئے ([20])۔آپؒ کے والد سید محمد یوسف المعروف شاہ راجو قتال بھی حضرت نصیر الدین محمودؒ چراغ دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔اس لیے اول روز سے دین اور روحانی ماحول میں تعلیم وتربیت کا موقع میسر آیا۔آپ حسنی حسینی سادات میں سے ہیں۔ والد گرامی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی کے مشہور اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔علومِ ظاہری کی تکمیل آپؒ نے قاضی عبدالمقتدر تھانیسری (۷۰۲ھ-۷۹۱ھ) جیسے فاضل سے کی([21])۔حضرت گیسو درازؒ شمالی ہند کے مقبول سلسلوں (چشتیہ و سہروردیہ)کے مشہور بزرگوں میں سب سے پہلی ہستی ہیں جنھوں نے سلوک و تصوف کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی طرف بھی پوری توجہ فرمائی۔

تصانیف: آپؒ کی تصانیف کی تعداد آپؒ کی عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ (۱۰۵) بتائی جاتی ہے۔''سیرِ محمدی''[22] میں انکی اکتیس کتابوں کے نام دیے گئے ہیں جو زیادہ تر تصوف میں ہیں۔ حقیقت میں آپؒ سے علومِ اسلامی کا کوئی شعبہ نظر انداز نہیں ہوا۔ ان میں سلوک کے رنگ میں تفسیر قرآن مجید، کشاف کی طرز پر ایک تفسیر کے پانچ پارے، کشاف پر حواشی، شرح فصوص الحکم، موارف شرح عوارف، شرح فقہ اکبر (عربی و فارسی) رسالہ سیرۃ النبی ﷺ، شرح آداب المریدین، اسمأ الاسرار اہم ہیں۔ ۔آپ خوش گو شاعر بھی تھے اور تخلص محمدؔ تھا۔آپ کا شعری دیوان مولوی سید عطا حسین صاحب کی تصحیح کے بعد شائع ہو چکا ہے۔

مکتوبات: آپ کے فارسی مکتوبات کو بھی مولوی سید عطا حسین نے '' کمیٹی'' اشاعت تصانیف عالیہ حضرت گیسو درازؒ کے ذریعے شائع کیا ہے [23]۔ حضرت گیسو درازؒ کا علمی مرتبہ ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔اسی طرح ان کے مکتوبات بھی ان کی علمی پختگی اور تابع شریعت ہونے کا بخوبی پتہ دیتے ہیں۔

6. حضرت شیخ حسینؒ (۸۲۰ھ-۹۱۰ھ)

نویں صدی ہجری میں شیخ حسینؒ کے مکتوبات کا ذکر ملتا ہے۔ یہ خاندانِ سادات (۸۱۷ھ-۸۵۵ھ) اور لودھی خاندان (۸۵۵ھ-۹۳۰ھ) کے آغاز کا زمانہ تھا۔ شیخ حسینؒ حضرت مُعز بلخیؒ کے صاحبزادے تھے۔ اوائل عمری میں دہلی میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ ان کے چچا مولانا برہان الدین شمسی مظفر بلخیؒ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے عزیز ترین مرید تھے اور خود شاعر اور اہل قلم سے تھے۔ یہ مشہور ہے کہ شیخ حسین اپنے چچا شیخ مظفر بلخیؒ (24)کے مرید و خلیفہ تھے۔لیکن شیخ حسینؒ کے اپنے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپؒ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے حلقہ ارادت میں بھی شامل رہے تاہم آپ کی تربیت شیخ مظفر بلخیؒ نے فرمائی اور انہی سے ہی خلافت حاصل ہوئی۔اس کے بعد شیخ حسینؒ نے علم و سلوک میں مزید ترقی کے لیے حجاز کا سفر اختیار کیا۔ مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اوراس سعادت سے جو تمام مقاصد کے حصول کی اساس و بنیاد ہے مشرف ہو کر اپنے آبائی وطن واپس تشریف لائے۔(25)آپؒ نے نوے سال عمر پائی۔

مکتوبات: اخبار الاخیار میں حضرت محدث دہلویؒ نے شیخ حسینؒ کے مکتوبات کی تعریف کرتے ہوئے ۱۷-۱۸ صفحات میں ان مکتوبات سے مفصل اقتباسات دیئے ہیں۔ان مکتوبات کے بارے آپؒ میں وہ لکھتے ہیں:۔

" ان کے مکتوبات اپنے شیخ کی نہج پر اور طرز پر ہیں جن میں آپؒ نے توحید کے اسرار اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کو بڑے لطیف انداز میں تحریر فرمایا ہے"(26)

7. حضرت نور قطبِ عالمؒ (۷۲۲ھ-۸۱۳ھ)

آٹھویں صدی ہجری میں ہی تغلق خاندان (غیاث الدین تغلق تا نصرت شاہ تغلق ۷۲۰ھ-۸۱۵ھ) کے عہد میں حضرت نور قطبِ عالمؒ کے مکتوبات کا ذکر ملتا ہے۔آپؒ شیخ نور الحقؒ (شیخ علاؤالدین علاالحق بنگالی لاہوریؒ مقلب بہ گنجِ نبات) کے فرزند و خلیفہ تھے اور نور قطبِ عالم کے نام سے معروف تھے۔آپؒ کو اپنے والد گرامی سے بھی زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ان کی نسبت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں:-

"شیخ نور الحق والدین رحمت اللہ علیہ المشہور بہ شیخ نور قطبِ عالم فرزند و مرید خلیفہ شیخ علأ الحق است،از مشاہیر اولیائے ہندوستان و صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و کرامت"(27)

(یعنی، شیخ نور الحق والدینؒ شیخ نور قطبِ عالم کے نام سے مشہور تھے اور شیخ علاالحقؒ کے بیٹے مرید اور خلیفہ تھے۔انکا شمار ہندوستان کے بڑے اولیأاللہ اور صاحبِ شوق وذوق اور صاحبِ کرامت بزرگوں میں ہوتا ہے۔)

شیخ نور قطبِ عالم نہ صرف ایک خدا رسیدہ، خادمِ خلق بزرگ اور صاحبِ طرز اہلِ قلم تھے بلکہ انھوں نے بنگالہ کے ملکی معاملات میں بھی اہم کردار ادا کیا(28)۔آپ کی تاریخ وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے۔لیکن عام خیال یہ ہے کہ نور بنور شد کی تاریخ وفات کے مطابق آپؒ نے ۱۴۱۵ء کو وفات پائی۔مزار مبارک پنڈوہ ضلع مالدہ (مغربی بنگال) میں ہے(29)۔

تصانیف:آپ نے "انیس الغربأ" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔"ملفوظاتِ قطب عالم" کے نام سے آپ کے ملفوظات بھی جمع کیے گئے ہیں۔تاہم ان کی تعلیمات کا پرتو ان کے مکتوبات ہیں جو" مکتوبات قطب عالم" کے نام سے معروف ہیں۔

مکتوباتِ قطبِ عالمؒ: آپؒ کی تحاریر خصوصاً مکتوبات پر زہد و رہبانیت کا رنگ غالب ہے۔ آپ نے مکتوبات میں لطیف و دلآویز اشعار کثرت سے استعمال فرمائے ہیں۔ ان مکتوبات کو مولانا حسام الدین نانکپوری نے مرتب کیا ہے۔ مجموعہ میں مکتوبات کی تعداد ۱۲۱ ہے۔ آپ نے زیادہ تر مکتوب اپنے بیٹے شیخ فضل اللہ (المعروف قاضی شاہ) کے نام لکھے ہیں جو پنڈوہ میں آپؒ کے جانشین ہوئے۔ باقی مکتوب آپؒ کے نواسوں اور مریدوں کے نام ہیں ([30])۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ان مکتوبات کی نسبت لکھتے ہیں:-

" شیخ نور قطبِ عالم را مکتوبات است بغایت شیریں و لطیف۔ بہ زبانِ اہلِ درد و محبت" ([31])۔

(یعنی شیخ نور قطبِ عالم کے خطوط کے اندر وہ شیرینی اور وہ لطف و سرور ہے جو اہلِ دل کے دل کا علاج اور اہلِ محبت کے لیے محبت کا پیغام ہے)

8. میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (۷۰۷ھ-۸۷۱ھ)

نویں صدی ہجری میں سابق شاہ سمنان حضرت اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی ولد سلطان ابراہیم شاہ سمنان (خراسان) کے مجموعہ مکاتیب "مکتوبات اشرفی" کا ذکر ملتا ہے([32])آپؒ کا زمانہ فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ-۷۹۰ھ/ ۱۳۸۸ء-۱۳۵۱ء) کے عہد سے بہلول لودھی (۸۵۵ھ-۸۹۴ھ/۱۴۸۸ء-۱۴۵۱ء) کے عہد تک ہے۔ لطائفِ اشرفی کے مطابق آپؒ مادرزاد ولی تھے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسینؓ سے ملتا ہے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی۔ چودہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری سے فارغ ہوئے۔([33]) انھی دنوں والد کی وفات کے بعد ان کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت خضرؑ کی راہنمائی سے شیخ علاؤ الحق (بن اسعد لاہوریؒ) بنگالیؒ گنجِ نبات (۷۰۱ھ-۸۰۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ شیخ نے "جہانگیر" کا لقب عطا فرمایا اور خرقۂ خلافت بھی مرحمت فرمایا۔ آپؒ سلسلہ "اشرفیہ" کے بانی و سرخیل ہیں۔

میر سمنانیؒ نے اپنے عہد کی اہم ترین اور نادرِ روزگار ہستیوں سے ملاقات کی۔ مثلاً جب آپؒ واردِ ہندوستان ہوئے تو اوچ شریف میں مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ روم میں مولانا جلال الدین رومیؒ اور انکے بیٹے حضرت سلطان ولد سے ملاقات کی۔ دمشق میں شیخ فخر الدین عربیؒ کی زیارت کی۔ مشہد میں آستانہ عالی جناب امام علی رضاؒ میں معتکف ہوئے وہاں امیر تیمور لنگ سے ملاقات ہوئی۔ پھر ماوراالنہر میں حضرت شیخ بہاالدین نقشبندؒ کی خدمت میں رہے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ پھر ان ممالک سے ہوتے ہوئے دکن آئے اور حضرت گیسو درازؒ کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ آپؒ نے حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اپنی خانقاہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے ہمراہ دنیا کی سیر کی۔ اس کے بعد اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض سمیٹے۔ لکھا ہے کہ اس سیر و سفر میں آپ ایک سو نوے کاملین سے فیض یاب ہوئے([34])۔ آپؒ کی خانقاہ جون پور کے ایک قصبہ کچھوچھہ میں ہے۔ جہاں آپؒ نے ۸۷۱ھ میں وفات پائی۔ ایک حوض کے درمیان مزار شریف ہے۔ اس علاقہ میں جنات کو دور کرنے کے لیے آپؒ کا نام لے دینا بڑا تیر بہدف ہے۔

نثار احمد فاروقی ''نقدِ ملفوظات'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ بھی سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ ہیں انکے ملفوظات کا مجموعہ ''لطائفِ اشرفی'' نظام حاجی غریب یمنی کا فراہم کردہ ہے جو تیس سال تک حضرت سمنانیؒ کے ساتھ رہے۔اس کتاب میں غالباً پہلی بار اصطلاحاتِ صوفیہ کی تشریح کی گئی ہے اور تصوف کے نظری پہلوؤں پر بھی بہت سا قیمتی مواد موجود ہے۔آپؒ دنیا بھر میں واحد تذکرہ نگار ہیں جو حافظ شیرازیؒ سے اپنی ملاقات کا حال لکھتے ہیں۔ورنہ حافظ شیرازیؒ کے کسی دوسرے معاصر کا ایسا بیان موجود نہیں ہے[35]۔''

تصانیف:آپؒ کی تصانیف میں بشارت المریدین (رسالہ قبریہ) موجود ہے۔شاعری سے کافی لگاؤ تھا۔ تخلص اشرفؔ تھا۔ جب سمنان کی حکومت چھوڑی تو آپؒ کا دیوان مرتب ہو چکا تھا۔

مکتوباتِ اشرفی:آپ کے مکتوبات کے مجموعہ کو آپ کے نام کی نسبت سے ''مکتوباتِ اشرفی'' کا نام دیا گیا۔یہ آپؒ کے سجادہ نشین حضرت سید عبد الرزاق نور العین (م ۸۶۹ھ) نے جمع کئے۔ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ہاں اس مجموعہ کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔اس مجموعہ میں پچھتر مکتوبات ہیں۔عبد الحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں بہت تعریف کی ہے۔لکھتے ہیں کہ:-

'' اورا مکتوبات است مشتمل بر تحقیقات غریبہ''[36]

(یعنی آپ کے مکتوبات بڑی عجیب و غریب تحقیقات کا مجموعہ ہیں) شیخ محدثؒ نے قاضی شہاب الدین دولت آبادی(م ۸۴۹ھ)کے نام آپؒ کا مکتوب بھی اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے[37]۔

9. شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (۸۵۲ھ-۹۴۵ھ)

دسویں صدی ہجری میں عہدِ سادات (۸۱۷ھ -۸۵۵ھ)کے آخر اور لودھی خاندان (۸۵۵ھ-۹۴۶ھ)کے آغاز میں مجموعہ مکاتیب ''مکتوباتِ قدوسیہ''کا ذکر ملتا ہے([38])۔یہ شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ ولد شیخ اسمٰعیل کے تحریر کردہ مکتوبات ہیں۔۔ آپؒ کا سلسہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابو حنیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔([39])آپؒ سلسلہ صابریہ چشتیہ کے ایک عالی مرتبت بزرگ ہیں۔آپؒ نے سلسلہ صابریہ کے نظام کو ترتیب دیا اور صابریہ سلسلہ کو شمالی ہند میں پھیلایا،بہت ترقی دی اور اس کے اثرات کو دور دور تک پہنچا دیا۔آپؒ نے ۲۳-جمادی الآخر ۹۴۵ھ/۱۵۳۷ء میں ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔آپؒ کا مزار شریف گنگوہ میں ہے[40]۔

تصانیف:آپؒ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔صاحبِ دیوان تھے اور قدوسؔ تخلص تھا۔آپؒ کی تصانیف میں ''شرح عوارف المعارف، حاشیہ فصوص الحکم،رسالہ قدسیہ (وحدت الوجود پر)، غرائب الفوائد، مظہر العجائب اور مکتوباتِ قدوسیہ، انوار العیون، رشد نامہ،رسالہ قدوسیہ،''شامل ہیں۔آپؒ نے اپنی تصانیف میں وحدت الوجود پر خاص طور سے زور دیا ہے۔آپؒ کے ملفوظات کو'' لطائفِ قدوسی''کے نام سے آپؒ کے فرزند و جانشین شیخ زین الدین نے مرتب کیا[41]۔

مکتوباتِ قدوسیہ: شیخ گنگوہیؒ نے اکثر مکتوبات اپنے مرید و خلیفہ شیخ عبدالرحمٰنؒ کے نام لکھے ہیں[42]۔آپؒ نے کچھ خطوط بادشاہوں اور امرا کو بھی لکھے۔شیخ گنگوہیؒ کو لودھی افغانوں سے خاص تعلقِ خاطر تھا۔انھوں نے محسوس کیا کہ لودھیوں خصوصاً سکندر لودھی نے شعائرِ اسلام کو بلند کیا ہے۔اس لیے وہ اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔سکندر لودھی کے نام ان کا ایک خط ہے جس میں اسے غم خوارِ خلق، بالخصوص علماؤ اور آئمہ کی تیمارداری پر توجہ دلائی ہے([43])۔پھر جب بابر تختِ دہلی پر براجمان ہوا تو اسے ایک خط میں تاکید کی کہ شرع محمدی کی ترویج کے لیے اقدامات عمل میں لائے ([44])۔اسی طرح کے مکتوبات انھوں نے

اپنے زمانے کے بعض امرائ مثلاً خواص خان، ہیبت خان شروانی، ابراہیم خان شروانی اور تردی بیگ وغیرہ کو بھی لکھے اور ان کو اتباعِ شریعت کی تلقین کی[45]۔ مکتوبات قدوسیہ کو "الفیصل" پبلی کیشنز نے شائع کیا ہے۔اس ضخیم مجموعہ میں ۱۹۳ ۔مکتوبات ہیں شیخ گنگوہیؒ کے ان مکتوبات کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اہم مکتوبات کا پیش رو سمجھنا چاہیے۔

10. حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ (۸۹۵ھ-۹۸۱ھ)

نویں صدی ہجری میں ہی حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے "مکتوبات" بھی قابلِ قدر ہیں[46]۔آپؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد شیخ عبدالاحد قادریؒ کے شیخ تھے۔ آپؒ حضرت غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد سے ہیں۔ پورا نام ابو البرکات شاہ کمال حسنؒ ہے۔آپؒ کے القاب "سلب احوال" اور " لال ریال" تھے[47]۔آپؒ کے والد ماجد حضرت سید عمرؒ حافظ قرآن تھے اور طب، فقہ، حدیث، فلسفہ، اصول منقول و معقول کے جید عالم اور عراق میں ان علوم میں بے مثل تھے۔

آپؒ بغداد میں ۷ شوال المکرم ۸۹۵ھ/ ۱۴-اگست ۱۴۹۰ء کو پیدا ہوئے۔آپؒ نے حضرت شاہ فضیل قادریؒ عرف زندہ پیر (۸۷۱ھ-۹۹۶ھ) سے بیعت کی اور ان سے علم و ادب[48] اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ہندوستان آ کر کافی سیاحت میں رہنے کے بعد کیتھل میں "باغِ ہمایوں" رہائش اختیار کی۔ ایامِ سیاحت کے دوران آپ کے علم اور مذہبی و ادبی ذخیرے کی شہرت ہوئی تو لوگ دور دور سے آ کر آپ سے فیض حاصل کرتے رہے۔آپؒ نے کیتھل میں ہی ۲۹ جمادی الآخر ۹۸۱ھ میں بمطابق ۲۶-اکتوبر ۱۵۷۳ء میں تقریباً ۸۶ سال عمر میں وفات پائی اور بدھ کیار نامی تالاب کے کنارے مدفون ہوئے[49]۔

مکتوبات: آپؒ کے مکتوبات آپ کی علمیت و روحانیت کی شاندار یادگار ہیں اور علم و فن کا حسین مرقع۔ فارسی زبان میں پند و نصائح سے بھرپور یہ مکتوبات دنیائے علم کے لیے بہترین سرمایہ ہیں۔ان مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے جیسے کاتب سامنے موجود درس میں مشغول ہے۔یہ مکاتیب مختلف اصحاب کے نام تحریر کئے گئے ہیں مگر زیادہ تر حضرت شاہ موسیٰ ابو المکارمؒ[50] اور حضرت عبدالاحد کابلیؒ کے نام ہیں۔ان میں موقع کی مناسبت سے عربی و فارسی اشعار پائے جاتے ہیں، جو آپ کے عمدہ شعری ذوق کے عکاس ہیں۔

11. شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ)

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے دوران مغلیہ عہد (۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء-۱۲۷۵ھ/۱۸۵۷ء) میں بہت معروف اور محترم شخصیت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے "مکتوبات" ملتے ہیں[51]۔ شیخ محدثؒ کے آباؤ اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔اپ کے اجداد میں سے سے آغا محمد ترک علاؤ الدین خلجی کے عہد (۶۹۵ھ-۷۱۵ھ) میں ہندوستان تشریف لائے۔ والد شیخ سیف الدینؒ تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شیر شاہ سوری کے بیٹے اسلام شاہ سوری (۹۵۲ھ-۹۶۰ھ) کے عہد میں، محرم ۹۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار نے آپ کی تربیت میں اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دیں۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو نہایت قوی حافظہ اور بہترین استعداد عطا فرمائی تھی۔ پڑھنے سے بہت شغف تھا چنانچہ اپنے بچپن کے زمانہ میں کبھی کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ۱۲-۱۳ سال کی عمر میں شرح عقائد اور ۱۵-۱۶ سال کی عمر میں مطول وغیرہ پڑھ لیں۔اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علومِ عقلیہ و نقلیہ پڑھ کر فراغت حاصل کر لی۔ پھر ماوراءالنہر جا کر وہاں کے مشہور علمأ سے اکتسابِ علم و فیض کیا اور اپنے زمانے کے جید علمأ و صلحائے امت سے ہوئے۔آپؒ

حضرت شیخ سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ پاک شہیدؒ ۱۰۰۱ھ[52] کے نامور مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ کی وفات کے بعد آپؒ حجاز شریف لے گئے اور علمائے حجاز سے علمِ حدیث کی تکمیل کی۔ خصوصاً حضرت عبدالوہاب متقیؒ[53] سے اخذِ علم فیض کیا۔

آپؒ نے تمام عمر تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور زندقہ والحاد کی تردید میں بسر کی۔ عہدِ جہانگیر میں مقبولِ خاص و عام تھے۔ آپؒ نے عہدِ اکبری سے لے کر اپنے عہد تک کے دینی و سیاسی حالات و واقعات کا جائزہ لے کر بڑے غور و فکر کے بعد دینی نصابِ تعلیم میں قرآن و حدیث کو مقدم قرار دیا اور فرمایا کہ جو شخص قرآنِ کریم کی تفسیر میں رائے مذموم کو دخل دے وہ کفر و الحاد کا مرتکب ہے۔ آپؒ نے ہی سب سے پہلے علمِ حدیث کو ہندوستان میں رواج دیا۔ آپؒ نے شریعت کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔ آپؒ کے نزدیک وہ علم علم نہیں جو تقویتِ دین و ملت کا باعث نہ ہو۔ آپ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ہم عصر تھے۔ ابتدأ میں شیخ مجددؒ کے بعض اقوال اور باطنی ادراکات پر شرعی نقطہ نگاہ سے گرفت بھی کی تھی۔ بعد میں رفع التباس پر حضرت مجدد سے مراسم مستحکم ہو گئے تھے[54]۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں بعہدِ شاہجہاں وفات پائی۔ آپؒ کا مقبرہ دہلی میں حوضِ شمسی پر واقع مرجع خواص و عوام ہے۔

تصانیف: شیخ محدث کی عمر کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف میں ہی گزرا۔ آپؒ کی تصانیف کی تعداد ساٹھ ہے اور اگر آپؒ کے مکتوبات و رسائل کو بھی شامل کیا جائے تو تعداد سو سے اوپر ہو جاتی ہے۔ ہر علم و فن پر آپؒ کی تصنیف موجود ہے۔[55]

المکتوبات والرسائل: آپؒ کے اس مجموعہ مکتوبات میں ۶۸۔ مکتوب شامل ہیں۔ فارسی اور اردو ترجمہ دونوں میں چھپ چکا ہے۔ اس مجموعہ مکاتیب کے بارے میں خود ہی بیان فرماتے ہیں:۔

"فقیر حقیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی نے اپنے وہ خطوط و رسائل جمع کر دئے ہیں جو وقتی تقاضوں اور حالات کی مناسبت سے لکھے ہیں۔ ان میں بعض دوستوں کی خاطر، بعض اہلِ سلوک و تصوف کے لیے اور بعض سعید و دیندار امرأو حکام کی خدمت میں لکھ کر بھیجے گئے ہیں اور بعض خود اپنے نفس کی نصیحت کی خاطر لکھے گئے کہ وہ اس نصیحت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ بندہ کو مشائخ کا حکم ہے کہ دین کی باتوں کے علاوہ جن سے شریعت کی ترویج و تجدید، عقائد کی حفاظت یا سنت کا استحکام ہوتا ہے اور کوئی بات نہ کہے اور حدِ اعتدال و دائرہ احتیاط سے کبھی خارج نہ ہو اور نہ اشاراتِ وجودیہ اور تاویلاتِ باطنیہ کو ہاتھ لگائے۔۔۔۔ اس بندہ عاجز کو مشائخ کا یہ حکم بھی ہے کہ دقائقِ حقائق کو بیان نہ کرے بلکہ امت کے معاملات میں اور اپنے عیوب پر تنبیہ کو واضح کرے، نیز علمِ باطن کو علمِ ظاہر پر مقدم نہ کرے اور نہ (ہی) باطن کو چھوڑ کر (صرف) ظاہر پر اکتفا کرے۔ اس حکم کے مطابق اس عاجز کا تصنیف و تالیف، نقل و ترجمہ اور آئمہ دین کے کلام میں اکثر یہ طریقہ ہے کہ راہِ تنزیہ اختیار کرتا ہے۔ ہاں ضمناً کسی مقام کی تشریح یا رفع اشکال کے موقعہ پر ایسا کلام آ گیا ہے"[56]

12. حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ (۹۷۱ھ-۱۰۱۲ھ)

عہدِ اکبر (۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء-۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) میں حضرت خواجہ ابوالمؤید رضی الدین محمد باقیؒ کے "مکتوبات شریفہ حضرت باقی باللہ" کے نام سے ملتے ہیں۔ آپ کا اسمِ گرامی رضی الدّین محمد باقی تھا۔ مگر دنیائے تصوف میں خواجہ محمد باقی باللہؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ والد قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی، ایک متبحر عالم تھے۔ خواجہ باقی باللہؒ کا نسب مبارک امام علی نقیؑ سے جا ملتا ہے۔

خواجہ باقی باللہؒ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔علوم منقولہ کے لیے مجمع فضائل مولانا محمد صادق حلوائیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔بعد ازاں مزید تحصیل علم کے لیے ان کے ساتھ بلخ، بخارا، بدخشاں (سمرقند) اور ماوراالنہر کے سفر کیے۔ سلسلہ نقشبندی میں حضرت مولانا خواجگی املنگیؒ سے بیعت کی۔خواجہ املنگیؒ نے آپؒ کو ہندوستان جاکر سلسلہ کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔آپؒ نے ۱۰۰۸ھ میں دہلی آکر سکونت اختیار کی اور خانقاہ تعمیر کی جس میں متلاشیان حق کا ہجوم امڈ آیا۔آپؒ اپنے وقت کے امام اور مقتدائے زمانہ ہوئے۔آپؒ کے بے شمار خلفاء تھے، جن میں امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ خلیفہ اعظم تھے۔حضرت مجددؒ سے ہندوستان اور اقصائے عالم میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشرواشاعت ہوئی[57]۔خواجہ باقیؒ نے صرف چالیس سال عمر پائی اور ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ انتقال فرمایا۔اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

تصانیف: خواجہ باقیؒ کی تصنیفات میں ان کی رباعیات "سلسلۃ الاحرار" اور نظموں کا ایک مجموعہ "کلیات" شامل ہے۔ "سلسلۃ الاحرار" کی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شرح بھی لکھی ہے۔

مکتوبات: آپؒ کے مکتوبات "مکتوبات شریف حضرت باقی باللہ نقشبندی دہلویؒ" کے نام سے جمع کیے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ مکاتیب چھپ چکا ہے۔اس میں انکے ہر مکتوب کو "رقعہ" کا نام دیا گیا ہے۔ مجموعہ میں کل تراسی (۸۳) مکتوبات ہیں۔اس مجموعہ میں کئی مکتوبات ایسے ہیں جو مغلیہ دربار کے امرا کو لکھے گئے ہیں۔کچھ مکاتیب آپؒ نے ہندوستان آمد سے پہلے یہاں کے بعض احباب کو لکھے اور کچھ مکتوبات ان کے خلفا و مریدین کے نام ہیں[58]۔

13. حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ)

شیخ محدثؒ کے ہم عصر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ فاروقی بن عبدالاحدؒ کی شخصیت اور مکتوبات کسی تعارف کے محتاج نہیں۔آپ جمعہ چودہ شوال ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء کو سرہند میں پیدا ہوئے، جو ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) کے ضلع فتح گڑھ میں واقع ہے۔ حضرت مجددؒ نے ابتدائی تعلیم سرہند میں ہی حاصل کی اور یہیں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر سیالکوٹ میں جید علما سے علم حاصل کیا۔سترہ سال کی عمر میں آپؒ علم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر سرہند واپس آئے اور درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔اس زمانہ میں آپؒ نے مختلف وجوہات واسباب کی بنا پر عربی و فارسی میں رسائل تحریر کیے[59]۔۱۰۰۸ھ میں حضرت باقی باللہؒ کی بیعت کی اور محض دو تین ماہ میں ہی بہت اعلیٰ مدارج حاصل کیے۔اس کا ذکر آپ نے خود بھی بطریق اجمال اپنے مکتوبات (دفتر اول، مکتوب ۲۹۰) میں کیا ہے۔

آپ نے اپنے زندگی میں بہت سے اہم کام سرانجام دئے مثلاً دین کی ترویج واشاعت، طریقہ نقشبندیہ کی خدمت، شریعت و طریقت کی تطبیق، بدعت کی مخالفت اور اہم ترین کام دین اکبری کے فتنے کی سرکوبی اور اسلام کا عام احیا تھا۔اس عہد میں ہندوؤں کا زور دربارِ شاہی میں بڑھتا جارہا تھا جس نے مسلمانوں میں طرح طرح کی مشکلات پیدا کر دی تھیں۔آپؒ نے شعائرِ اسلام کے احترام پر زور دیا، امرا و اراکینِ سلطنت کو اس کی تلقین کی۔آپؒ نے جہانگیر کے سامنے سجدہ تعظیمی سے انکار کے باعث قید وبند کی سختیاں جھیلیں اور اپنی جرأت ایمانی سے خلافِ شرع احکام کی ڈٹ کر مزاحمت کی۔آپؒ نے ترویجِ شریعت اور ملتِ اسلامیہ کی تائید و تقویت کے لیے یہ کوشش کی اور مکتوب لکھ کر بادشاہ کے قریبی ارکانِ سلطنت کو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کروایا۔ ان کو اس قربت شاہی سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کریں جس پر عقائدِ اسلامیہ کی بنیاد ہے اور یہ کوشش بھی کی کہ دین دار طبقے کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو جائے تاکہ علمائے سو اور ہندو امرا بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل

کرنے میں پہل نہ کر جائیں۔ مقصد یہ تھا کہ اکبری عہد کی طرح جہانگیری عہد میں بھی ملتِ اسلامیہ کو ویسے حالات کا سامنا نہ ہو۔آپ نے ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء میں سرہند میں وفات پائی۔آپؒ کی اولاد میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

تصانیف:آپؒ کی تصانیف میں ''مکتوبات امام ربانی'' کے علاوہ ''رسالہ تہلیلیہ،رسالہ ردّمذہب شیعہ،مکاشفاتِ عینیہ، معارفِ لدنیہ،مبدأومعاد،شرح رباعیاتِ خواجہ باقی اللہ(سلسلۃالاحرار)،اثباۃالنبوۃ،تعلیقات العوارف،حاشیہ علی شرح العقائد الجلالی، رسالہ تعین ولاتعین،رسالہ مقصود الصالحین،رسالہ در بیان مسئلہ وحدت الوجود،آداب المریدین،رسالہ جذب وسلوک، رسالہ علمِ حدیث،رسالہ حالاتِ خواجگانِ نقشبند،مجموعۂ تصوف،کنزالحقائق،رسالہ دربیانِ طریقت حضرت خواجگان،رسالہ نصائح ،رسالہ معرفۃالنفس ومعرۃالرب''(60) وغیرہ شامل ہیں۔

مکتوبات امام ربانی: ہندوستان میں تصوف کی کم ہی کتب کو وہ قدرومنزلت میسر آئی جو ''مکتوباتِ امام ربانی'' کو حاصل ہے۔ حضرت مجددؒ کی زندگی میں ہی ان کی نقلیں برصغیر اور دوسرے اسلامی ممالک میں پھیل گئی تھیں۔آج بھی ان مکتوبات کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ یہ مجموعہ مکاتیب تین دفاتر پر مشتمل ہے جس میں مجموعی طور پر پانچ سو چھبیس (۵۲۶) مکاتیب ہیں۔

دفتر اول: اسے ''دُرِّ معرفت'' بھی کہتے ہیں۔اس میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مکاتیب ہیں۔۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں اسے خواجہ یار محمد بدخشی نے مرتب کیا۔یعنی حضرت مجددؒ کے نظر بند ہونے کے تین سال پہلے یہ مجموعہ ترتیب پایا۔پہلے بیس مکتوب وہ ہیں جو حضرت مجددؒ نے اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ کو لکھے ہیں۔پھر وہ مکتوب ہیں جو امرائے جہانگیری کے نام ہیں جن میں شریعتِ حقہ کی ترویج کے لیے خاص تاکید ہے۔باقی خطوط سوالوں کے جواب یا علمی اور مذہبی مسائل کی توضیحات میں ہیں۔ایک چالیس صفحات کا خط مرشد زادوں کے نام ہے۔دفترِ اول کے آخر میں تین خطوط ان کے جواں مرگ صاحب زاداہ خواجہ محمد صادق (۱۰۰۰ھ-۱۰۲۵ھ) کے ہیں جو انھوں نے اپنے والد ماجد کو تحریر کئے تھے۔

دفتر دوم: اس کا تاریخی نام ''نور الخلائق'' ہے۔اس میں کل ننانوے (۹۹) مکاتیب ہیں۔۱۰۲۸ھ/۱۶۱۹ء کو یعنی واقعہ قید سے ذرا پہلے مرتب ہوئے۔ان کو خواجہ محمد معصومؒ کے ایما پر خواجہ عبدالحئیؒ نے جمع کیا۔اس مجموعہ میں خطوط کم تعداد میں ہیں مگر بعض خطوط بڑے طویل اور مفصل ابحاث پر مشتمل ہیں۔

دفتر سوم: یہ ''معرفت الحقائق'' کے نام سے موسوم ہوا۔یہ مجموعہ ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء کو مکمل ہوا۔اس کی ترتیب میر محمد نعمانؒ نے شروع کی مگر صرف تیس خطوط جمع کیے۔باقی خطوط کو خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ صاحبِ ''زبدۃ المقامات'' نے جمع کیا۔یہ مجموعہ ایک سو چوبیس (۱۲۴) مکتوبات پر مشتمل ہے(61)۔اس مجموعہ کے بیشتر خطوط آپ کے زمانۂ گوالیار میں قید کے دوران لکھے گئے تھے، یا اس زمانے میں جب آپ لشکرِ شاہی کے ہمراہ تھے۔(62)

14. شیخ آدم بنوریؒ (۹۹۹ھ-۱۰۵۳ھ)

شاہ جہان کے عہد (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء-۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء) میں شیخ آدم بنوریؒ کے مکتوبات بھی ملتے ہیں۔آپؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مشہور خلفا میں سے تھے۔آپؒ ۱۳ شعبان ۹۹۹ھ کو قصبہ بنوڑ (یا بنور) میں پیدا ہوئے۔اتباعِ سنت اور رفع بدعت میں مشہور تھے۔ابتداً فوج میں ملازمت کی پھر اسے چھوڑ کر فقرا کی خدمت اختیار کرلی۔سرہند جا کر حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت ہوئے اور پھر ایک عالم کو سیراب کیا۔

آپؒ نے مختصر تعلیم کے باوجود صفحات تاریخ میں گہرا نقش چھوڑا ہے۔ آپؒ بہت قوی الاثر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے سو سے زائد خلفاٗ اور ایک لاکھ سے زائد مریدین تھے [63]۔ نزھۃ الخواطر میں یہ تعداد ایک ہزار خلفاٗ اور چار لاکھ مریدین بھی ذکر کی گئی ہے [64]۔ آپ جہاں جاتے ہزارہا پٹھان ساتھ ہوتے۔ مخالفوں نے اس پر شاہجہان کے کان بھرے۔ کچھ تحقیقات کے بعد پہلے تو بادشاہ نے حج پر جانے کا حکم دیا۔ آپ بخوشی تشریف لے گئے بعد از فراغت حج آپؒ مدینہ طیبہ فروکش ہوگئے۔ اور وہیں تقریباً ۵۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۳۔ شوال ۱۰۵۳ھ/۲۵ دسمبر ۱۶۴۴ء کو انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں روضہ حضرت عثمان غنیؓ کے جوار میں دفن ہوئے [65]۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں "نکات الاسرار، کلمات معرفت، وضوح المذاہب" شامل ہیں۔

نتائج الحرمین: یہ آپ کے اقوال و مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ آپ کے مکاتیب علیحدہ سے کتابی شکل میں مرتب نہیں ہیں۔ تین جلدوں پر مشتمل "نتائج الحرمین" شیخ محمد امین بدخشی (پ۔۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء) [66] کی تالیف ہے جس میں حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے حالات، ملفوظات، مکتوبات اور مقامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی پہلی جلد میں شیخ آدم بنوریؒ کے نوشتہ رسائل، تفسیر سورہ فاتحہ اور آپ کے مکتوبات شامل ہیں۔ جلد دوم آپؒ کے ایام وصال کے واقعات پر مشتمل ہے اور جلد سوم میں آپؒ کے احوال آپؒ کے فرزندوں اور خلفاٗ کے تراجم کا ذکر ہے [67]۔

15. خواجہ محمد سعیدؒ (۱۰۰۵ھ-۱۰۷۰ھ)

اورنگ زیب (۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء-۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کے عہد میں خواجہ محمد سعیدؒ کے "مکتوباتِ سعیدیہ" ملتے ہیں۔ آپؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوسرے فرزند تھے۔ ماہِ شعبان ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا لقب "خازن الرحمۃ" ہے۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ والد صاحبؒ، بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ اور شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے علم حاصل کیا۔ سترہ سال کی عمر تک فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے۔ آپؒ کو مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ حضرت مجددؒ نے آپؒ کے متعلق بہت سی بشارتیں دیں۔ جن میں سے ایک بشارت "خلعتِ خُلّت" کی تھی۔ انھوں نے آپؒ کے لیے علمأ راسخین اور زمرۂ سابقین میں ہونا بیان کیا اور "خازنِ رحمتِ الہی" کا لقب دیا [68]۔ خواجہ محمد سعیدؒ کبھی کبھار جب شاہجہاں کے دربار میں جاتے تو معروف معاصر علمأ و فضلأ کی موجودگی کے باوجود بادشاہ صرف آپؒ سے ہی مسائل کا استفسار کرتا۔ اولاد میں آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ آپؒ نے ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے والد ماجد حضرت مجددؒ کے جوار میں مدفون ہیں۔

تصانیف: تصانیف میں آپؒ نے رسالہ و مکتوبات کے علاوہ معتبر کتب کے حواشی اور تعلیقات بھی مرتب کیے ہیں۔ مثلاً "تعلیقات مشکوٰۃ المصابیح، حاشیہ خیالی، رسالہ رفع سبابہ، تحقیقات" وغیرہ۔ "تحقیقات" تصوف اور فقہ سے متعلق ہے۔

مکتوباتِ سعیدیہ: یہ مکتوبات ان کے بیٹے علامہ محمد فرخ [69] نے جمع کیے ہیں۔ اس مجموعہ میں سو (۱۰۰) مکاتیب ہیں [70]۔ اس میں حضرت خواجہؒ کے اورنگ زیب کے نام ۹۔ مکتوبات ہیں جس میں سے پانچ اس کی شہزادگی کے زمانہ میں لکھے گئے۔ ان مکاتیب میں اسے اس کی ذمہ داریوں، ہندوستان میں اسلام کی زبوں حالی اور ترویجِ شریعت کے لیے ہدایات درج ہیں۔ ایک مکتوب (جو سفرِ حج کے فوراً بعد لکھا) تخت نشینی پر مبارک باد کا ہے۔ ایک مکتوب میں جب کہ وہ کفارِ ہند سے اور اہلِ بدعت سے برسرِ پیکار تھا اسکی ان مہمات کو جہاد قرار دے کر جہاد کے فضائل پر احادیث نقل کرکے بھیجی ہیں، اور فضائل صحابہ کرام پر

احادیث نقل کرتے ہوئے صحابہ کرام پر طعن کرنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔یہ مجموعہ مکاتیب لاہور سے ۱۳۷۵ء میں چھپ چکا ہے۔اسے حکیم سیفی مرحوم نے اپنے مکتبہ سے شائع کیا تھا[71]۔

16. خواجہ محمد معصومؒ (۱۰۰۷ھ/-۱۰۷۹ھ)

اسی عہد میں خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ''مکتوباتِ معصومیہ'' ہیں۔خواجہ محمد معصومؒ حضرت مجددؒ کے تیسرے صاحب زادے اور جانشین ہیں۔آپؒ کی ولادت ۱۱۔شوال المعظم ۱۰۰۷ھ کو ہوئی۔آپؒ کی کنیت ''ابوالخیرات ''اور لقب'' عروۃ الوثقیٰ'' تھا۔آپؒ نے اکثر و بیشتر علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد محترم کے علاوہ بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ اور شیخ طاہر لاہوری سے پڑھے۔آپؒ نے سات سال کی عمر میں قرآن مع قرأت و تجوید حفظ کیا۔سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔پھر عنائتِ الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرارِ خاصہ سے حظِ وافر حاصل کیا۔والد نے آپ کو'' خلعتِ قیومیت '' عطا کی[72]۔آپؒ کی اولاد میں چھ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔والد صاحب کے بعد ۱۰۳۴ھ/۱۲۲۴ء کو مسندِ ارشاد و قیومیت پر فائز ہوئے۔اس دن پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔جن میں دو ہزار حضرت مجددؒ کے خلیفہ تھے۔آپؒ کا مقصد اپنے والد صاحب کے مشن کو کامیاب بنانا اور سلسلہ مجددیہ کو ترقی دینا تھا اس لیے آپؒ نے سلاطین و امرائے سے روابط منقطع نہیں کیے بلکہ انکے ذریعے تبلیغ و ارشاد کے کام کو مزید وسعت دی۔اپنے والد کی طرح بصیرت افروز مکتوبات کا سلسلہ جاری رکھا۔برصغیر سے باہر بھی حکمرانوں کو خطوط لکھے۔اکثر و بیشتر امرائے مملکت آپؒ سے بیعت تھے۔اورنگ زیب عالمگیرؒ کی تخت نشینی کے دسویں سال تقریباً ۷۲ سال کی عمر میں بروز ہفتہ ۹۔ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو سرہند میں وصال ہوا[73]۔

مکتوباتِ معصومیہ: اس مجموعہ مکتوبات کی تین جلدوں ہیں اور مجموعی طور پر یہ چھ سو باون (۶۵۲) مکتوبات پر مشتمل ہے۔

جلد اول: یہ جلد خواجہؒ کے صاحبزادے مروج الشریعت محمد عبید اللہؒ (۱۰۳۸ھ-۱۰۸۳ھ) نے مرتب کی۔اس جلد میں دو سو اکتالیس (۲۴۱) مکتوبات ہیں۔یہ جلد آپؒ کی زندگی میں ہی ۱۰۶۳ھ یا ۱۰۶۴ھ میں مدون ہو کر رائج ہو چکی تھی([74])۔اس جلد میں مکتوب نمبر۔۶۴ خواجہ معصوم نے شاہزادہ اورنگ زیب کو لکھا جس میں تکفیر روافض اور ان کو قتل کرنے کے حق میں کئی احادیث درج کی ہیں۔یہ جلد مطبع نظامی کان پور سے ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں طبع ہوئی بعد ازاں پھر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے اہتمام سے ۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوئی[75]۔

جلد دوم: یہ جلد ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں حضرت خواجہؒ کے خلیفہ میر شرف الدین حسین نے مرتب کی جس کا حکم ان کو حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ نے دیا تھا۔اس جلد کا تاریخی نام'' وسیلۃ السعادت'' ہے اور اس میں ایک سو اٹھاون (۱۵۸) مکاتیب ہیں۔اس میں خط نمبر۔۵ اورنگزیب عالمگیر کے نام ہے۔یہ جلد پہلی مرتبہ ظہور پریس لدھیانہ سے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں طبع ہوئی، دوسری مرتبہ اس کا متن ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے تینوں جلدوں کے ساتھ شائع کیا([76])۔

جلد سوم: ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء میں خواجہؒ صاحب کے خلیفہ حاجی محمد عاشوری بخاری[77] نے آپ کے بیٹے محمد حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانیؒ کے ایما پر مدون کی ''مکاتبات کتبِ زمان'' سے سال تکمیل برآمد ہوتا ہے۔اس جلد میں دو سو پچپن (۲۵۵) مکتوبات ہیں۔اس جلد میں چار اہم مکاتیب اورنگزیب عالمگیر کے نام ہیں۔(۶، ۱۲۲، ۲۲۷، ۲۲۱)اور تین خطوط خواجہ سیف الدین کے نام ایسے ہیں جو اورنگزیب عالمگیر کے متعلق ہیں (۲۲۰، ۲۳۲، ۲۴۲) کیونکہ حضرت خواجہؒ نے خواجہ سیف الدینؒ کو

ارشاد و ہدایت کے لیے لشکرِ شاہی میں بھیج رکھا تھا۔ اس کا فارسی متن پہلی مرتبہ مولانا نور احمد امر تسری کی تصحیح و اہتمام سے مطبع مجددی امر تسر سے طبع ہوا۔ مکتوباتِ معصومیہ کی تینوں جلدوں کا اردو ترجمہ سید زوار حسین شاہ صاحب نے کیا تھا جو ادارہ مجددیہ کراچی نے ۱۹۷۸ء۔۱۹۸۰ء میں شائع کیا۔

17. شیخ عبدالنبی شامیؒ (۱۰۲۸ھ۔۱۱۴۶ھ)

مغلیہ عہد میں ہی نقشبندی بزرگ و عالم، حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنبی شامیؒ کے اہم مکتوبات "مجموعۃ الاسرار" ملتے ہیں([78])۔ آپ عہد جہانگیر (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء۔۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء) میں ایک ہندو کھتری خاندان میں ۲۹ رمضان المبارک ۱۰۲۸ھ/۳۰۔اگست ۱۶۱۹ء کو قصبہ شام چوراسی ([79]) میں پیدا ہوئے۔ والد نے آپ کی تعلیم کے لیے مسلمان استاد کی خدمات حاصل کیں۔ استاد صاحب سے گلستان و بوستان پڑھیں آپ کے دل پر بہت اثر ہوا استاد سے اصرار کیا کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل کر لیں۔ وہ کچھ عرصہ ٹالتے رہے۔ اس تاخیر سے آپ کا اضطراب بہت شدید ہوتا گیا۔ خواب میں حضور سید کونین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور انھوں نے خود آپؒ کو کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔ آپؒ کا اسلامی نام عبدالنبی رکھا گیا۔ دین حق سے ہٹانے کے لیے آپؒ پر بہت سختیاں ہوئیں مگر آپؒ نے ان سب کو بخوشی برداشت کیا([80])۔

آپ نے قرآن مجید کا بغور مطالعہ کے علاوہ اپنشد، زبور، توریت اور انجیل مقدس کا بھی بھرپور مطالعہ کیا تھا۔ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی علوم سے بھی خوب نوازا۔ آپؒ سلسلہ نقشبندیہ میں چار واسطوں ([81]) سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید تھے۔ آپؒ نے قصبہ شام چوراسی میں ایک درس گاہ قائم کی۔ جس میں متعدد علمائے کرام درس کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے۔ "تاج العارفین" لقب پایا اور "باباجی" کے عرف سے معروف ہوئے۔ تقریباً ۱۱۸۔سال عمر پائی آپؒ کا مزار آبائی قصبے شام چوراسی میں ہے([82])۔

تصنیفات: آپ اعلیٰ پائے کے عربی و فارسی کے شاعر بھی تھے۔ آپ کے مکتوبات شریف اور درود شریف اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ آپؒ نے فصوص الحکم کی شرح بھی تحریر کی۔

مجموعۃ الاسرار: آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور عام لوگوں کو لکھے۔ آپ نے حضرت مجددؒ کی طرح مختلف مسائل کی تفہیم کی۔ ہر قسم کی بدعت و ضلالت کے خلاف جہاد کیا۔ آپؒ کے بیشتر مکتوبات تصوف والہیات سے متعلق ہیں۔ آپ کا زمانہ مغلیہ عہد کا انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ آپ نے جہانگیر (۱۶۰۵ء۔۱۶۲۷ء) سے لے کر محمد شاہ (۱۷۱۹ء۔۱۷۴۸ء) تک آٹھ بادشاہوں کا زمانہ پایا۔ مگر آپ کے مکتوبات میں سیاسی اثرات کا سایہ تک نہیں ملتا۔ ہاں لوگوں کے سوالات کے جوابات میں اس وقت کے معاشرے کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔ مکتوبات سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی شہرت ممالک ہند سے باہر بھی موجود تھی۔ دور دراز کے لوگ آپ سے مراسلت کرتے تھے۔ آپؒ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ "مجموعۃ الاسرار" کے نام سے محمد سلیم شامی کی کوشش سے طبع ہوا اور پروفیسر مشتاق احمد بھٹی کے اردو ترجمہ سے ۱۹۸۵ء میں شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ کے زیر اہتمام شائع ہوا اور اس مجموعہ میں ایک سو تہتر (۱۷۳) مکاتیب ہیں([83])۔

18. خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانیؒ (۱۰۳۴ھ۔۱۱۱۵ھ)

اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۹ھ۔۱۱۱۸ھ) کے عہد حکومت میں ہی خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ کے مکتوبات ملتے ہیں۔ آپؒ خواجہ

محمد معصومؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔آپؒ نے علم ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔آپؒ نے ۱۱۔ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو مسند ارشاد سنبھالی۔بڑے بڑے مشائخ و علمأکرام آپؒ کے مرید ہوئے۔مختلف ممالک سے بڑی تعداد میں لوگ آ کر خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔پنتیس سال مسلسل ارشاد و ہدایت کے بعد آپؒ نے شب جمعہ ۲۹۔محرم الحرام ۱۱۱۴ھ کو سرہند میں رحلت فرمائی وہیں مزار ہے۔ تقریباً ۸۱ سال کی عمر پائی۔آپ کی اولاد میں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں (84)۔

تصنیفات :آپ کی تصنیفات میں چند رسائل "رسالہ در تحقیق گناہاں،رسالہ در تحقیق توبہ،رسالہ در شرح اسمأ حسنیٰ ،رسالہ فضیلت ذکر خفی،رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد،اور رسالہ تحفۂ سلوک" اور مکتوبات شامل ہیں۔

وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ﷺ : یہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانیؒ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ہیں۔ان کو مولانا عماد الدین محمد نے وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول ﷺ کے تاریخی نام سے مرتب کیا۔یعنی اس نام کے اعداد سے اس کا سال تدوین برآمد ہوتا ہے اور یہی سال حضرت حجۃ اللہ کا سن وفات بھی ہے۔یہ اس زمانے کی تاریخ اور کام کا اہم ماخذ ہے اس میں مشائخ سرہند کے اورنگ زیب عالمگیرؒ اور امرائے وقت سے روابط کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔وسیلۃ القبول دو حصوں میں ہے۔پہلی جلد میں ۱۲۸۔مکاتیب ہیں اور دوسری جلد میں ۶۸۔مکاتیب۔یہ مجموعہ مکاتیب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کی تصحیح سے سندھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا(85)۔

19. خواجہ عبید اللہ مروج الشریعتؒ (۱۰۳۸ھ-۱۰۸۳ھ)

مغلیہ دور کے شاہ جہاں (۱۰۳۷ھ-۱۰۶۹ھ)اور عالمگیر(۱۰۶۹ھ-۱۱۱۸ھ) کے عہد میں خواجہ عبید اللہ مروج الشریعتؒ کے مکتوبات ملتے ہیں۔آپ عُروۃُالوثقیٰ خواجہ محمد معصوم کے تیسرے فرزند ہیں۔والد بزرگوار کو آپؒ سے بڑی محبت تھی ۔آپؒ کو اپنے مراقبہ میں "مروج الشریعت" کا خطاب الہام ہوا۔آپؒ نے صرف ۴۵ سال کی عمر میں جمعہ ۹۔ربیع الاول ۱۰۳۸ھ کو وفات پائی۔مزار سرہند میں والد گرامی کے جوار میں ہے۔آپؒ کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں (86)

خزینۃ المعارف: یہ آپؒ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے۔جسے آپؒ کے بیٹے شیخ محمد ہادی نے آپؒ کے وصال کے بعد مرتب کیا۔ اس مجموعہ میں ایک سو چھپن (۱۵۶) مکتوبات ہیں۔خزینۃ المعارف میں حضرت خواجہ معارف ومناقب کے علاوہ انکے خلفأ کے احوال بھی بکثرت درج ہیں یہ مجموعہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے سوانحی مواد میں اول درجے کا ماخذ قرار دیا جاتا ہے۔یہ مجموعہ مکاتیب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تصحیح سے ۱۹۷۳ء میں کراچی سے طبع ہو چکا ہے۔(87)

20. خواجہ سیف الدینؒ (۱۰۴۹ھ-۱۰۹۶ھ)

پھر اسی زمانہ میں خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد معصومؒ کے "مکتوباتِ سیفیہ" ملتے ہیں۔خواجہ سیف الدینؒ حضرت خواجہ محمد معصوم کے پانچویں فرزند تھے۔۱۰۴۹ھ کو سرہند میں پیدا ہوئے۔آپؒ علوم ظاہری و باطنی، کمالات صوری و معنوی، زہد و تقویٰ اور اتباع سنت کے جامع تھے۔عالمگیر کی التجا پر کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت و توجہ کے لیے روانہ فرمائیں ،خواجہ محمد معصوم نے آپؒ کو دہلی شاہی دربار میں بھیجا تھا۔آپ نے وہاں جا کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اس طرح ادا کیا کہ اس سے پیشتر اس قسم کا احتساب کسی نے نہ کیا تھا۔اس وجہ سے والد صاحبؒ نے "محتسبِ امت" کہا۔آپؒ نے ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ کو وفات پائی۔عمر پچاس سال سے بھی کم رہی۔آپ کی اولاد میں آٹھ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں (88)۔بڑے بیٹے شیخ محمد اعظم جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور صاحب ارشاد و تصنیف بھی۔

مکتوبات سیفیہ: خواجہ سیف الدینؒ کے والد خواجہ محمد معصومؒ نے اورنگ زیب عالمگیر کی تربیت کے لیے ان کے پاس بھیجا ہوا تھا۔ یہ مجموعہ مکتوبات حضرت خواجہ معصومؒ کے اورنگ زیب سے روابط اور انکے صاحب زادگان و خلفأ کے امرائے عصر سے تعلقات سے واقفیت کا اہم ترین ماخذ ہے۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے مختلف مکتوبات میں اپنے بہت سے مریدین کی باطنی ترقی کا حال لکھا ہے۔ اس میں چار مکاتیب حضرت خواجہ معصومؒ اور خود اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام اٹھارہ مکاتیب ہیں۔ اس مجموعہ کو خواجہ سیف الدینؒ کے بیٹے خواجہ محمد اعظم نے مرتب کیا اس میں ایک سو نوے (۱۹۰) مکاتیب ہیں۔ یہ مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تصحیح سے حیدر آباد سندھ سے طبع ہو چکا ہے۔[89]

21. شیخ عبدالاحد وحدتؒ (۱۰۵۱ھ-۱۱۲۶ھ)

مغلیہ عہد میں اورنگ زیب تا شاہ عالم کے دور میں شیخ عبدالاحد وحدتؔ[90] کے مکتوبات ملتے ہیں۔ آپؒ اپنے زمانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ سکھوں کے ہاتھوں سرہند کی تباہی کے بعد ترک وطن کرکے دہلی سکونت اختیار کی۔ اپنی وجاہت کی وجہ سے شاہ گلؔ کے نام سے مشہور تھے۔ آپؒ صاحب تصنیف تھے اور شاعر بھی۔ تخلص وحدتؔ تھا۔ آپ کا دیوان اور مثنوی "چہار چمن" مشہور و معروف ہیں۔ آپؒ بہت فصیح اللسان تھے۔[91] آپ اپنے چچا حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت تھے اور انکی وفات (۱۰۷۹ھ) کے بعد ۱۰۸۷ھ میں حضرت حجۃ اللہ نقشبند ثانیؒ سے منسلک ہوگئے۔ "وسیلۃ القبول"[92] میں کئی مکاتیب حضرت وحدت کے نام ملتے ہیں۔ والد شاہ ولی اللہ شاہ عبدالرحیمؒ دہلوی اور انکے بڑے بھائی شیخ ابو رضا الہندی سے آپؒ کی گہری دوستی تھی۔ ان کے ایک دوسرے کے نام کئی خطوط ملتے ہیں[93]۔

حضرت وحدتؔ کے مشہور خلیفہ شیخ سعد اللہ گلشنؔ دہلوی ہیں۔ انھوں نے اپنے مرشد کے عرف "شاہ گل" کی مناسبت سے اپنا تخلص "گلشن" رکھا۔ آدم الشعرائے اردو ولیؔ دکنی انہی شاہ گلشنؔ کا شاگرد تھا۔ اور ولیؔ نے شاہ گلشنؔ ہی کے ایما پر اپنا دیوان (ریختہ) فارسی دواوین کی طرز پر مرتب کیا تھا۔ اس وقت سے اردو شاعری فارسی کے نقش قدم پر چلی اور آہستہ آہستہ زبان فارسی کی جانشین ہوئی ([94]۔ آپؒ کا وصال جمعۃ المبارک ۲۷۔ ذوالحجہ ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء کو دہلی میں ہوا۔ مزار سرہند میں ہے۔ آپؒ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

تصانیف: حضرت وحدت کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ مقامات معصومی اور دیگر تذکارِ صوفیہ میں آپؒ کے دیوان کے علاوہ انکی تینتالیس (۴۳) کتب کے نام ملتے ہیں۔

گلشنِ وحدت: یہ حضرت وحدت کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ اسے حضرت وحدت کے مرید، صوفی عالم اور مصنف شیخ محمد مراد تنگ کشمیری (۱۰۷۵ھ-۱۷۱۸ء)، صاحبِ "تحفۃ الفقرا" نے جمع کیا ہے۔ آپ کے مجموعہ مکتوبات میں اس زمانے کے متعلق اہم مواد شامل ہے۔ اس مجموعہ میں آپ کے صاحبزادگان کے بعض مکاتیب بھی شامل ہیں۔ ایک مکتوب، از شیخ ابو حنیف[95] پر سال ۱۱۲۸ھ تحریر ہے جس سے اندازا ہوتا ہے کہ جامع شیخ محمد مراد نے یہ مجموعہ آپ کی وفات ۱۱۲۷ھ کے بعد مرتب کیا تھا۔[96]

22. شاہ کلیم اللہ دہلویؒ (۱۰۶۰ھ-۱۱۴۲ھ)

اسی عہد میں شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کے مکتوبات "مکتوباتِ کلیمی" کے نام سے ملتے ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں انتہائی زبوں حالی کے دور میں پھر سے چشتیہ سلسلے کا دور تجدید واحیأ شروع ہوا۔ اس نشاۃ ثانیہ کا تمام تر سہرا حضرت شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کے

سرہے۔آپؒ ۲۴ -جمادی الآخر ۱۰۶۰ھ/ ۲۴ جون ۱۶۵۰ء کو عالمگیر کی تخت نشینی سے چند سال پہلے دہلی (شاہجہاں آباد) میں پیدا ہوئے۔ پیشے کے لحاظ سے آبائ مہندس تھے[97]۔آپ نے دہلی میں ہی تحصیل علوم ظاہری کیا۔ تکمیل علوم کے بعد مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ یحییٰ مدنی چشتیؒ[98] سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔واپس دہلی آکر خانم بازار میں سلسلہ درس وتدریس قائم کیا۔

وہ خود دہلی میں رہتے تھے اور شیخ نظام الدین کو جو انکے عزیز ترین مرید و خلیفہ تھے دکن بھیجا تھا۔دہلی میں رہتے ہوئے بھی دکن کا نظام تعلیم وتربیت ان کے زیر ہدایت تھا۔ معمولی معمولی معاملات پر وہ مرکز سے ہدایات روانہ کرتے تھے۔آخر عمر میں شاہ صاحب کو نقرس اور وجع المفاصل کے امراض لاحق ہوئے ۲۶ -ربیع الاول ۱۱۴۲ھ /۱۷ -اکتوبر ۱۷۲۹ء وصال فرمایا۔اپنی خانقاہ میں ہی مدفون کئے گئے۔ ([99]) شاہ صاحب کی اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

تصانیف: شاہ کلیم اللہ دہلویؒ نے تصانیف کا ایک بے بہا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ مناقب فریدی میں ان کی تصانیف کی تعداد ۳۲ بتائی گئی ہے۔ تاریخ مشائخ چشت میں درج ذیل کتب کا ذکر ہے۔"قرآن القرآن ، عشرہ کاملہ، سواء السبیل، قول الجمیل، کشکول (اسے کشکول کلیمی بھی کہتے ہیں) مرقع ، تسنیم ،الہامات کلیمی،رسالہ تشریح الافلاک عاملی محشیٰ بالفارسیہ،(علم ہیت سے متعلق ہے) شرح قانون، رد روافض، رسالہ برعلم منطق اور شعری کلام" اہم ہیں۔آخری تینوں کتب اب نایاب ہیں۔

مکتوبات کلیمی: آپ کی دوسری تصانیف سے آپ کی علمیت ، تبحر اور روحانی افکار کا علم ہوتا ہے تو مکتوبات سے آپ کی عملی تبلیغی سرگرمیوں کا پتہ چلاتا ہے۔ان میں بھی مسائلِ تصوف کے بارے بھی کافی مواد ملتا ہے۔اس مجموعہ میں ایک سو بتیس (۱۳۲) مکاتیب شامل ہیں۔ ان میں سو سے زائد مکاتیب شیخ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کو دکن بھیجے باقی مولانا محمد، دیا رام[100]، عبدالرشید وغیرہ کے نام ہیں۔ شیخ نظام الدینؒ کے نام مکتوبات نسبتاً زیادہ صاف اور مفصل ہیں اور در حقیقت سارے مجموعہ کی جان ہیں ([101])۔انکے مکتوبات مولوی محمد قاسم کلیمی نے مرتب کئے اور یہ مطبع یوسفی دہلی سے ۱۳۰۱ھ میں چھپے ہیں۔

23. حضرت فخر الدین چشتی دہلویؒ (۱۱۲۶ھ-۱۱۹۹ھ)

مغلیہ عہد کے بادشاہ شمس الدین رفیع الدرجات تاجلال الدین شاہ عالم کے ادوار میں حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلویؒ کے مکتوبات موجود ہیں ([102])۔آپ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کے خلیفہ و جانشین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی کے بیٹے ہیں۔آپکی ولادت اورنگ آباد میں ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۷ء کو ہوئی۔شاہ صاحبؒ نے" فخر الدین" نام تجویز کیا۔"محب النبی" آپؒ کا لقب تھا۔والد کی طرف سے "صدیقی" تھے اور آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتا ہے۔والدہ ماجدہ حضرت محمد حسینی گیسو درازؒ کی نسل سے تھیں۔

آپؒ کی تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔والد ماجد خود ذی علم بزرگ تھے۔آپ کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا اور زمانے کے مشہور علمأ سے تعلیم دلوائی۔ان علمأ میں میاں جان محمد، مولانا عبدالحکیم صاحب ،حافظ اسعد الانصاری المکی اہم ہیں اور خود اپنے والد گرامی سے فلسفہ ، فقہ، حدیث ، تصوف ، طب ، فن سپہ گری ودیگر علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ پندرہ سال کے تھے جب والد سے خلافت ملی۔

آپؒ ۲۵-سال کی عمر میں ۱۱۵۱ھ[103] میں دہلی تشریف لائے۔اجمیری دروازہ کے باہر اپنی خانقاہ تعمیر کی اور درس و تدریس کا آغاز کیا۔اسی زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مدرسہ رحیمیہ پورے عروج پر تھا۔شاہ فخر الدینؒ کے مدرسے میں تصوف کا

رنگ غالب تھا۔ سلوک و علم باطن کی طرف زیادہ زور دیا جاتا تھا اور مدرسہ رحیمیہ میں احسان و سلوک کے ساتھ علم ظاہر پر خاص طور پر زور تھا۔ آپ کا کتب خانہ نہایت عمدہ تھا۔ ۷۳ سال کی عمر میں دہلی میں ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو وصال ہوا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کے جوار میں مدفون ہوئے۔ اولاد میں آپ کے ایک فرزند غلام قطب الدین تھے۔

تصانیف: حضرت شاہ فخر الدینؒ نے تین کتب تصنیف فرمائیں۔ ''نظام العقائد، رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن''۔ رسائل میں ''رسالہ عین الیقین اور رسالہ محمدیہ'' (104)۔

مکتوبات: ان کے علاوہ آپ کے کچھ مکتوبات بھی دستیاب تھے۔ ان میں سے ایک مکتوب ''مناقب المحبوبین'' میں محفوظ ہے(105)۔ انکے مکتوبات کا ایک مجموعہ حضرت شاہ محمد عبدالصمد دہلوی (۱۲۷۹ھ-۱۳۵۹ھ) کے پاس موجود تھا۔ ان مکتوبات میں سے انھوں نے گیارہ مکاتیب کی تالیف و تشریح کی تھی اور اس مجموعہ کو'' رقعاتِ مرشدی'' کا نام دیا۔ یہ مکتوبات کتابی شکل میں ۱۹۳۳ء میں دہلی سے شائع ہوئے۔ اس کا ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ نے کیا۔ اردو ترجمہ کے ساتھ یہ کتاب لاہور سے ۱۹۹۹ء میں طبع ہوئی(106)۔ اس مجموعہ میں حضرت نور محمد مہارویؒ، سید محمدیؒ۔ حضرت شاہ غلام مرتضیٰؒ، خواجہ غلام محی الدینؒ، میاں مجیب الدینؒ وغیرہ اپنے مریدین و خلفائے کے نام ہیں۔ ان میں حقائق و معارف، شریعت و طریقت کے نادر نکات بیان کئے ہیں۔

24. حضرت شاہ ولی اللہؒ (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ)

بارہویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸-۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) تا جلال الدین شاہ عالم (۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء-۱۲۰۲ھ/۱۷۸۸ء) کے ادوار (107) میں برصغیر کے عظیم عالم حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مکتوبات ملتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ علمی گھرانے میں اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات سے چار سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب والد شیخ عبدالرحیمؒ کی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ والد ماجد سے فقہ، منطق، حدیث، کلام کے علاوہ طب، معانی، حساب و ہندسہ کی کتب پڑھیں۔ ۱۵ سال کی عمر میں والد سے بیعت ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں والد گرامی کی وفات پر مسند تدریس سنبھالی۔ بارہ سال درس و تدریس کے بعد فریضہ حج کے لیے گئے۔ حدیث شریف کا علم جو ہندوستان میں مولانا محمد افضل سیالکوٹی سے حاصل کیا تھا۔ حجاز مقدس میں اس کی سند شیخ ابو طاہر بن ابراہیم مدنیؒ سے لی۔ دو سال بعد ۱۷۳۲ء میں دہلی واپسی ہوئی۔ **تصانیف**: اشاعت کتاب و سنت کے سلسلے میں عظیم الشان قومی و مذہبی خدمات سر انجام دیں۔ بیسیوں کتب تحریر کیں۔ تفسیر، حدیث، تصوف، فقہ، تاریخ، علم الکلام غرضیکہ علوم اسلامی کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آپ کی تحریر موجود نہ ہو۔ فارسی ترجمہ قرآن اور حجۃ اللہ البالغہ بہت اہم ہیں۔ آپؒ شاعر بھی تھے اور امینؔ تخلص تھا۔

مکتوبات: شاہ صاحب نے مستقل تصانیف کے علاوہ عربی و فارسی خطوط کا ایک معقول ذخیرہ بھی چھوڑا ہے۔ ان میں بعض خطوط ذاتی اور نجی ہیں، کئی میں مختلف علمی مسائل کی توضیح ہے اور کئی سیاسی شخصیات کو لکھے گئے ہیں۔ ان مکتوبات میں شاہ صاحب کی علمی وسعت مجتہدانہ نظر اور انصاف پسندی پوری طرح نمایاں ہے۔ ان کے ''سیاسی مکتوبات'' کو پروفیسر خلیق احمد نظامی نے مرتب کیا ہے جو چھپ چکا ہے۔ ایک مجموعہ مکاتیب ''نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی'' کے نام سے مولانا نسیم احمد

فریدی نے مرتب کیا ہے۔اس مجموعہ بھی میں آپؒ کے ۱۵۲ مکاتیب شامل ہیں۔یہ مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ایک اور مطبوعہ مجموعہ مکاتیب ''کلمات طیبات ''میں بھی آپؒ کے مکتوبات شامل ہیں۔اس کے مرتب ابوالخیر محمد مرادآبادی ہیں۔

25. حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں (۱۱۱۳ھ۔۱۱۹۵ھ)

اورنگ زیب عالمگیر (۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) تا جلال الدین شاہ عالم سوم (۱۲۰۲ھ/۱۷۸۸ء) کے دور میں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید کے ''مکاتیب'' ہیں[108]۔آپؒ سادات علوی میں سے تھے۔آپؒ کا خاندانی نام شمس الدین، لقب حبیب اللہ اور تخلص مظہرؔ تھا۔والد نے تعلیم و تربیت کے لیے نہایت اہتمام کیا۔ابتدائی فارسی تعلیم والد سے حاصل کی، قرآن مجید مع تجوید و قرأت قاری عبدالرسول شاگرد شیخ القرأ شیخ عبدالخالق شوقی سے پڑھی، علم معقول و منقول علمائے وقت سے پڑھے۔سولہ سال کے تھے کہ والد صاحب نے انتقال فرمایا۔اعلیٰ تعلیم کے علاوہ دیگر فنون خصوصاً فن سپہ گری میں مہارت حاصل تھی۔آپؒ نے اپنے زمانے کے اکثر اکابر بزرگوں اور شیخ عبدالاحد وحدتؔ کے کئی خلفأ سے فیض حاصل کیا۔آپؒ شیخ محمد عابد سنامیؒ[109] کے خلیفہ تھے ۔سید ہاشمی فریدآبادی انکے بارے میں لکھتے ہیں کہ:-

''مشائخ عصر میں سب سے جاذب اور جامع شخصیت میرزا مظہر جان جاناںؒ کی ہے۔جن کی شہرت کے بادلوں نے ان کے روحانی انوار کو چھپا لیا۔۔۔قندھار سے مرشدآباد تک ان کے مرید مسند رشد و ہدایت پر متمکن نظرآتے ہیں۔۔۔فیض کا یہ دائرہ ان کے خلفائے رشید نے ممالکِ ہندو دکن سے باہر تک وسیع کر دیا صدہا نقشبندی گدیوں کے وارث آج بھی اپنا کرسی نامہ آستانہ مظہری تک لانے پر فخر کرتے ہیں''[110] آپؒ کو شعر و ادب سے بہت دلچسپی تھی۔ان کو نقشبندی شاعر اور اردو زبان کا محسن کہا گیا ہے۔ادبی تاریخ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔صاحب دیوان تھے۔آپؒ فارسی کے علاوہ اردو میں بھی شعر کہتے تھے۔کئی ریختہ گو شاعروں کی تربیت بھی کی۔مشہور شاعر مصحفیؔ نے اپنے تذکرہ میں لکھا کہ میرزا مظہر جان جاناںؒ نے اردو زبان کو سب سے پہلے نئے قلب میں ڈھالا۔اس سے پہلے ولیؔ دکنی کی تقلید میں شمالی ہندوستان میں بھی دکنی محاورے میں شعر گوئی شروع ہوئی اور ایہام گوئی کا دور دورہ تھا۔میرزا مظہر جان جاناںؒ نے روز مرہ کی زبان میں فارسی اجزأ کی آمیزش سے شعر لکھے اور اس رجحان کا آغاز ہوا۔جسے ناسخؔ نے بعد میں بڑی ترقی دی[111]۔شب عاشورہ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء کو ایک شیعہ کی گولی سے شہید ہوئے۔

تصانیف: آپؒ کی تصانیف میں ''وصیت نامہ، تنبیہات الخمسہ، سلوک الطریقہ، لب الاسرار'' وغیرہ شامل ہیں[112]۔

مکتوبات: آپ نے مختلف شخصیات کو بہت سے خطوط لکھے ۔ ان میں بعض خطوط میں حضرت مجددؒ کے متعلق اعتراضات کا جواب دیا ہے۔بعض میں صوفیانہ اور شرعی مسائل کی توضیح ہے۔بعض خطوں سے ان کے زمانے کی بد نظمی اور بے ترتیبی پر روشنی پڑتی ہے۔آپؒ نے اپنے بزرگوں کی تقلید میں خود اپنے مکاتیب کا ایک مجموعہ مرتب کروایا[113]۔اس مجموعہ میں ۲۳ مکاتیب شامل تھے۔''مقامات مظہری''میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے آپ کے ۲۴ مکاتیب شامل کیے ہیں۔''رقعات کرامت''آپؒ کا سب سے اولین مجموعہ مکاتیب ہے جو طبع ہوا۔اس کے مرتب مولانا نعیم اللہ بہرائچی تھے اور اس میں ۶۳ مکاتیب شامل ہیں۔''کلمات طیبات''[114] میں آپؒ کے ۸۹ مکاتیب شامل ہیں ۔ قاضی ثنأاللہ پانی پتیؒ[115] کے نام لکھے گئے مکاتیب کا ایک مجموعہ مرتبہ عبدالرزاق قریشی بھی طبع ہو چکا ہے۔اس میں ۱۴۷۔مکاتیب شامل ہیں[116]۔ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے ایک

مجموعہ مکاتیب " لوائح خانقاہ مظہریہ " کے نام سے مرتب کیا۔ جس میں حضرت مظہرؒ اور سلسلے کے دیگر لوگوں کے مکاتیب شامل ہیں۔اس مجموعہ میں دو سو مکاتیب شامل ہیں۔اس مجموعہ سے آپؒ کے باقی کئی مکاتیب کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے[117]۔

26. شاہ عبداللہ غلام علی دہلویؒ (۱۱۵۸ھ-۱۲۴۰ھ)

مغلیہ عہد کے دورِ زوال میں شاہ عبداللہ غلام علی دہلوی کے "مکاتیب شریفہ" ہیں۔آپ میرزا مظہر جان جاناںؒ کے سب سے نامور مرید تھے۔اپنے زمانے میں آپ کا اتنا شہرہ تھا کہ مجددی حضرات آپ کو تیرھویں صدی ہجری کا مجدد مانتے ہیں۔آپؒ کو" خاتم الاولیاً" بھی کہا گیا۔آپؒ بٹالہ کے رہنے والے تھے۔آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔آپؒ کے والد ماجد شاہ عبداللطیف بڑے عابد و زاہد تھے۔آپؒ نے قرآن مجید حفظ کیا، حدیث کی سند حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادوں سے اور اپنے مرشدؒ سے لی۔ ۲۲-سال کی عمر میں میرزا مظہر جان جاناںؒ سے بیعت کی۔ان کے وصال کے بعد انکے جانشین ہوئے۔آپؒ نے نقشبندی سلسلے کو نئی زندگی عطا کی۔آپؒ کا فیض عرب، روم، شام و کردستان تک پہنچا۔سر سید احمد خان اس بارے میں "آثار الصنادید" میں لکھتے ہیں کہ:-

> " آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہاں میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے آ کر بیعت اختیار کی۔میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم، شام، بغداد، مصر، چین اور حبش کے باشندوں کو دیکھا ہے کہ حاضر خدمت ہو کر بیعت کی اور خدمات خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان، پنجاب اور افغانستان کا کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امڈتے تھے"[118]

بلاد روم میں مجددیہ سلسلے کی وسیع اشاعت کا ذریعہ آپؒ کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا خالد کردیؒ[119] بنے۔جنھوں نے دہلی آ کر آپؒ سے فیض لیا اور پھر مجددیہ طریقے کو دولت عثمانیہ میں عام کیا۔ حضرت مولانا خالد کردیؒ کے ذریعے سے کئی بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے متعارف ہوئے اور حصول فیض کے لیے دہلی پہنچے۔آپؒ کے ایک خلیفہ مولانا محمد جانؒ آپؒ سے اجازت و خلافت کے بعد عازمِ مکہ معظّمہ ہوئے شروع میں کافی دشواریوں کے بعد ان کو بہت فروغ حاصل ہوا حتیٰ کہ والدہ سلطان بھی ان کے معتقدین میں شامل ہوئیں۔ استنبول و دیگر اضلاع روم میں مولانا محمد جانؒ کے خلفاً پھیل گئے۔آپؒ کی وجہ سے سلسلے کو ایک بار پھر فروغ ہوا بلکہ اس نے ایک نئی صورت اختیار کی۔جس میں اصل کی ساری خوبیاں موجود تھیں لیکن جو بدلتے ہوئے حالات کے لیے زیادہ موضوں تھیں[120]۔ ہندوستان میں آپؒ کو بڑا اثر و اقتدار حاصل تھا، دہلی میں آپؒ کی خانقاہ شاہ عبدالعزیزؒ کے مدرسے کا مدمقابل سمجھی جاتی تھی۔

مکتوبات: پہلے مدراس سے اور پھر ۱۳۷۱ھ میں لاہور سے شائع ہوئے۔اس مجموعہ میں ۱۲۵ مکاتیب شامل ہیں۔ان مکاتیب کے جامع آپؒ کے خلیفہ شاہ رؤوف احمد رافتؔ مجددی ہیں[121]۔ جنھوں نے یہ مجموعہ ۱۲۳۱ھ میں ترتیب دیا۔آپ کے چند خطوط حضرت خالد کردیؒ کے نام ہیں۔ایک مکتوب کے ساتھ علمأ و مشائخ حجاز و روم کے نام ایک پیغام منسلک ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خالد کردیؒ کی شروع میں مخالفت ہوئی تھی لیکن شاہ صاحب نے اس پیغام کے ذریعے دولتِ عثمانی کے بزرگوں کی تشفی کی۔ان مکاتیب میں تصوف کے عمومی اور عام فہم مسائل سے لے کر ادق اسرار و رموز پر بھی بحث کی گئی ہے۔بعض میں مخالفین حضرت مجددؒ کے جوابات ہیں۔آپؒ کے بعض رسائل بھی بطور مکتوب اس مجموعہ میں شامل ہیں[122]۔

1. شاہ احمد سعید دہلوی مدنیؒ (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۰ھ)

مغلیہ عہد کے بالکل آخر میں شاہ احمد سعیدؒ[123] کے مکتوبات ملتے ہیں۔ شاہ احمد سعیدؒ رام پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شاہ ابو سعیدؒ[124] (متوفی-۱۲۵۰ھ) حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ، جانشین اور بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب خواجہ سیف الدینؒ سے ملتا ہے۔ آپؒ دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے وصال تک تقریباً ۱۵-سال حاضرِ خدمت رہے۔

مغربی (موجودہ) پاکستان میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا فیض آپؒ کے ذریعے سے پہنچا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آپؒ لاہور سے ہوتے ہوئے موسیٰ زئی آئے اور وہاں ایک خانقاہ ''احمدیہ سعیدیہ'' قائم کی۔ جس کی بدولت پاکستان میں سلسلہ مجددیہ کے دوسرے کئی چشمہ ہائے فیض جاری ہوئے۔ موسیٰ زئی سے حجاز مقدس کا قصد کیا۔ حجاز میں آپ نے نقشبندی سلسلے کو بہت پھیلایا۔ ۱۹- ستمبر ۱۸۶۰ء میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔ جنت البقع میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔

تصانیف: آپؒ کی تصانیف میں علاوہ مکتوبات ''سعید البیان فی مولد سید الانس والجان، الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف، اثبات المولد والقیام، الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ، انہار اربعہ، تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین'' ہیں[125]

مکتوبات: آپؒ کے مکاتیب ''تحفۂ زواریہ'' کے نام سے غلام مصطفیٰ خان صاحب نے شائع کروائے۔ ۱۳۷ مکاتیب کے مجموعہ کی ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحات ہے۔ آپؒ نے زیادہ تر مکاتیب اپنے محب و جانثار خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ[126] کے نام لکھے ہیں اور کچھ مکاتیب دیگر لوگوں کے نام ہیں۔ یہ مکاتیب طوالت میں زیادہ نہیں لیکن بعض بہت دلچسپ ہیں۔ آپؒ کو آخری ایام میں مدینہ منورہ میں بھی خانقاہ (شاہ غلام علی دہلویؒ) کا خیال بہت بے قرار رکھتا تھا۔ اس بات کا آپؒ نے کئی خطوط میں اظہار کیا ہے۔

بزرگان دین کے ان مکتوبات کو پڑھ کر ان کی عملی کاوشوں کا پتا چلتا ہے۔ انسان خود کو ان کی ذواتِ صالحہ کے قریب محسوس کرتا ہے۔ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے امتِ محمدیہ سے کیسے محبت کی اور ان کی کیسے خیر خواہی کی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان بزرگان کے مکاتیب جو فارسی زبان میں ہیں ان کو اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان مکاتیب سے فیض یاب ہوں سکیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ النمل ۲۷:۲۸۔

2۔ دہلوی، عبدالحق، محدث، اخبار الاخیار، لاہور ممتاز اکیڈیمی۔ ص ۷۷؛ لاہوری، محمد غلام سرور، خزینۃ الاصفیاً، کان پور: مطبع منشی نول کشور۔ ۱۲۸۱ھ/۱۸۷۴ء۔ ص ۲۹۳

3۔ حضرت سعید بن زیدؓ اصحاب عشرہ مبشرہ سے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے چچا زاد بھائی تھے اور آپؓ کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کے شوہر تھے۔

4۔ اخبار الاخیار، ص ۷۸۔

5۔ سلاطین دہلی کا عہد ہندوستان میں، ۶۰۲ھ تا ۹۶۲ھ م ۱۲۰۶ تا ۱۵۵۴ عیسوی ہوا۔

6 ۔ فاروقی، نثار احمد (پروفیسر) نقدِ ملفوظات۔ لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ طبع دوم ۲۰۱۴، ص ۲۱۱۔

7 ۔ آب کوثر، ص ۲۱۰۔۲۱۱۔

8۔ سیر العارفین، ص ۱۱۲۔

9۔ منیری، شرف الدین احمد یحییٰ، شیخ۔ فوائدِ رکنی۔ مترجم، سید غلام صمدانی۔ لاہور: سیرت فاؤنڈیشن، طبع اول ۲۰۰۸۔ ص ۱۳۔

حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے تبحرِ علمی کا اعتراف صوفیائے عظام اور علمائے کرام دونوں طبقات نے کیا۔ دونوں کو اس امر کا اعتراف ہے کہ آپ کا قلم سرِ مو بھی شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ آپ کے مکتوبات کے بارے میں شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں "آپ کی تصنیفات بھی کثرت سے ہیں جن میں مکتوبات زیادہ مشہور ہیں اس لحاظ سے بھی یہ بے نظیر و بہترین ہیں کہ ان میں آداب طریقت اور رموزِ حقیقت بیان کئے گئے ہیں۔ اما لطافت مکتوبات او بیشتر است"۔ (دیکھیے اخبار الاخیار۔ ص ۲۳۱)

علاوہ ازیں بڑے بزرگان اور علمانے ان مکتوبات کی بہت تعریف کی ہے۔ سلاطین دہلی کے زمانہ میں لکھے گئے جن رسائل و مکتوبات نے سب سے زیادہ شہرت پائی اور صوفیائے کبار کے نزدیک قریباً قریباً ایک دستور العمل کی حیثیت حاصل کر لی وہ مکتوبات شرف الدین یحییٰ منیری تھے۔

10 ۔ منیری، احمد یحییٰ۔ مکتوباتِ صدی۔ مرتبہ، محمد نعیم ندوی فردوسی۔ کراچی: سعید ایچ۔ ایم کمپنی۔ ۱۳۹۶ھ۔ ص۔ ۳۰۔

11 ۔ مکتوباتِ صدی، ص ۳۰۔

12 ۔ اخبار الاخیار، ص ۲۷۳۔

13 ۔ ایضاً۔

14۔ نقدِ ملفوظات، ص ۲۱۳۔

15 ۔ ایضاً، ص ۱۵۔۲۱۴۔

16 ۔ دیکھئے، قادری، محمد ایوب (ڈاکٹر)۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت حیات و تعلیمات۔ لاہور: مرکز معارف اولیأ۔ ۱۹۸۶ء۔

17۔ ایضاً، ص ۳۱۲۔۳۲۳۔

18 ۔ ایضاً، ص ۳۲۸۔

19۔ دہلوی، محمد اختر، مرزا، تذکرہ اولیائے برصغیر پاک و ہند، لاہور، ملک اینڈ کمپنی، جلد ۱، ص ۱۸۷۔

20 ۔ مرزا، تذکرہ اولیائے برصغیر پاک و ہند، ص ۱۸۷۔

21 ۔ محمد اکرام، شیخ، آب کوثر، لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، طبع سیز دھم ۱۹۸۸ء، ص ۳۶۷

22۔ "سیر محمدی" حضرت گیسو دراز کے حالات میں میر محمد علی سامانی نے ۸۳۱ھ میں تالیف کی۔ کتب کی تفصیل اس میں دیکھی جا سکتی ہے۔

23 ۔ آب کوثر، ص ۷۰ ۳۔ ۷۱ ۳۔

24 ۔ ان کا تذکرہ پیچھے حضرت یحییٰ منیری کے حالات میں کیا ہے۔

25 ۔ اخبار الاخیار، ص ۴۲ ۲۔ ۲۴۱۔

26۔ ایضاً، ص ۲۴۲۔

27 ۔ اخبار الاخیار، ص ۳۰۵۔ ۳۰۶۔

28 ۔ آب کوثر، ص ۳۱۰۔ ۳۱۱۔

29۔ ایضاً، ص ۳۱۲۔

30 ۔ ایضاً، ص ۳۰۹۔

31۔ اخبار الاخیار، ص۔۳۰۸۔
32۔ تذکرہ اولیائے برصغیر، ۱۔ ۲۰۲؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۹۶۶ء۔ ۲۔ ۸۸۷۔
33۔ خزینۃ الاصفیاً، ص ۳۶۰۔
34۔ تذکرہ اولیائے برِصغیر، ص۱۹۷-۲۰۱۔
35۔ نقدِ ملفوظات، ص ۲۱۳۔
36۔ اخبار الاخیار، ص ۳۳۱۔
37۔ ایضاً۔
38۔ مقدمہ عوارف المعارف، ص ۶۴؛ تذکرہ اولیائے برِصغیر، ۲۔ ۵۳۔ ۶۰۔
39۔ شارب، ظہور الحسن (ڈاکٹر)۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند۔ لاہور: الفیصل پبلشنگ کمپنی۔ تاریخ طبع ندارد۔
40۔ تذکرہ اولیائے برصغیر، ۲۔ ۵۷۔
41۔ محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۵، ص ۴۷۔
42۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ۲۔ ۵۸
43۔ نظامی، خلیق احمد، سلاطین دہلی کے مزہبی رجحانات، لاہور، نگارشات، ۱۹۹۶، ص ۶۶۴۔
44۔ آپؒ نے بابر کو لکھا کہ ہندوؤں کا تقرر محکمہ دیوانی نہ کیا جائے۔ دیکھئے مکتوبات قدوسی، ص ۳۳۷۔
45۔ رودِ کوثر، ص ۶۷-۷۷۔
46۔ بخاری، خورشید حسین، سید، الکمال (سیرت، تجزیہ، تاریخ) لاہور، مکتبہ میری لائبریری، طبع دوم ۱۹۷۶ء، ص ۱۶۰۔
47۔ تذکرہ اولیائے پاک و ہند، ص ۲۲۱۔
48۔ آپ فلسفہ، روحانیت، اخلاق، نفسیات اور علم الکلام کے ماہر تھے۔
49۔ الکمال (سیرت، تجزیہ، تاریخ)، ص ۳۷۔
50۔ آپ حضرت شاہ کمالؒ کے منجھلے صاحب زادے اور جلیل القدر خلیفہ تھے۔ دیکھئے الکمال (سیرت، تجزیہ، تاریخ)، ص ۱۴۲۔
51۔ لاہوری، مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاً، لاہور، مکتبہ نبویہ، ج ا ص ۷۷۲، مکتوبات عبدالحق محدث دہلوی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی

52۔ سید حامد بخش گیلانی اوچی کے فرزند تھے حضرت غوث اعظم کے اویسی تھے، آپؒ کا مزار شریف ملتان میں ہے۔ دیکھئے، خزینۃ الاصفیاً۔ ص ۲۱۲۔
53۔ آپ ۲۰ سال کی عمر میں ہندوستان سے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ شیخ علی متقیؒ کے خلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ مزار مکہ معظّمہ میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے، خزینۃ الاصفیاً (قادریہ)، ص ۱۵-۲۱۲۔
54۔ تفصیل کے لیے دیکھئے معارج الولایت۔
55۔ آپ کی اہم کتب میں :-"دیوان حضرت عبدالحق، شرح مشکوۃ (فارسی و عربی)، صراطِ مستقیم، اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، ذکر الملوک، مفتاح الفتوح (مفتوح الغیب کا فارسی ترجمہ) زبدۃ الآثار، آداب الصالحین، تکمیل الایمان، جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، شرح سفر سعادۃ، تالیف القلب بکتابۃ فہرستہ التوالیف، شرح فتوح الغیب، ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ، مدارج النبوت، مرج البحرین، زاد المتقین اور مکتوبات والرسائل" شامل ہیں
56۔ دہلوی، عبدالحق (محدث) مکتوبات شیخ عبالحق محدث دہلوی، (اردو) کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنیفت اسلام کا عام احیاً۔

57- نقشبندی، محمد سلیم شامی، تذکرہ، لاہور، آستانہ شامی، بار سوم ۱۹۹۲ء، ص ۸۴-۸۵۔
58- کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، کان پور، مطبع منشی نول کشور، ۱۳۰۷ھ، ص ۱۳۔
59- "رسالہ تہلیلیہ، اثباتِ نبوت، ردِّ شیعہ" وغیرہ
60- قصوری، محمد صادق، تاریخ مشائخ نقشبند، لاہور، زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۲، ص ۳۶۰-۳۶۴۔
61- مقدمہ عوارف المعارف، ص ۹۹۔
62- رود کوثر، ص ۳۲۶-۳۲۷۔
63- سرہندی، بدرالدین، حضرات القدس۔ لاہور، محکمہ اوقاف پنجاب، طبع اول ۱۹۷۱ء، ص ۳۸۴۔
64- بحوالہ تذکرہ حضرت عبدالنبی شامی، ص ۹۳۔
65- ایضاً۔ ص ۹۲-۹۶؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ ۲۸/۱۔
66- محمد امین بدخشی شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک اہم کتاب "نتائج الحرمین" ہے۔
67- مجددی، محمد اقبال۔ (مؤلف) مقاماتِ معصومی۔ لاہور: ضیأالقرآن پبلیکیشنز ۲۰۰۴ء۔ ا۔ ۲۸۶۔
68- حضرات القدس، ص ۲۳۴۔ زبدۃ المقامات، ص ۳۰۹۔
69- آپؒ کا شمار بڑے علماٗ میں ہوتا تھا، کئی کتب تصنیف کیں، کئی کتب شروح وحواشی لکھے، لقب "مولوی معنوی" انکی زندگی میں ہی رائج ہو گیا تھا۔ دیکھیں مقاماتِ معصومی، ۲۸۴/۴-۲۹۳۔
70- مقاماتِ معصومی، ۲۸۶/۴۔
71- دیکھئے مکتوبات سعیدیہ۔ مرتبہ حکیم عبدالحمید سیفی مجددی۔ لاہور: مکتبہ حکیم سیفی۔ باعانت محکمہ اوقاف مغربی پاکستان۔ تاریخ اشاعت ندارد۔
72- زبدۃ المقامات، ص ۳۱۷۔
73- دیکھیئے مقدمہ مقامات معصومی از محمد اقبال مجددی۔
74- معصومی، صفر احمد، میر، مقامات معصومی، لاہور، ضیأالقرآن پبلیکیشنز ۱۳۹/۳۔
75- مقاماتِ معصومی، ج ۱، ص ۲۴۹۔
76- مقاماتِ معصومی، ج ۱، ص ۲۵۰۔
77- حسینی سید تھے اور ماوراالنہر سے تعلق تھا۔ خواجہ معصوم نے ان کو چار مکتوب لکھے۔ دیکھیں مقامات معصومی ۴۱۱/۴۔
78- شامی، محمد سلیم، نقشبندی۔ تذکرہ۔ لاہور: آستانہ شامی، گلشن راوی۔ بار سوم، ۱۹۹۲ء۔ ۱۴۱۳ھ۔ ص، ۲۹۔ ۱۰۰۔
79- شام چوراسی بھارتی پنجاب میں جالندھر ہوشیار پور روڈ پر ایک تاریخی قصبہ ہے۔
80- تذکرہ حضرت عبدالنبی شامی، ص ۱۰۲۔
81- سید محمد طاہر عالم پوریؒ ۲۔ حضرت حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ ۳۔ حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادیؒ ۴۔ سید آدم بنوریؒ شامل ہیں۔
82- ص ۹۹-۲۰۷۔
83- شامی، عبدالنبی، مجموعۃ الاسرار، لاہور: عبدالنبی شامی ٹرسٹ۔ ۱۹۸۶ء۔
84- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۷۰۔؛ تاریخ مشائخ نقشبند۔ ص ۴۲۸-۴۳۱۔
85- مقامات معصومی، ج ۱، ص ۲۹۵-۲۹۶۔
86- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۷۲۔
87- مقامات معصومی، ج ۱۔ ۲۹۴۔

88۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ ص ۲۷۳-۲۷۴۔

89 ۔ مقامات معصومی، ۲۹۵/۱۔

90 ۔ شیخ عبدالاحد وحدتؔ خواجہ محمد سعید کے پانچویں بیٹے اور حضرت مجددؒ کے پوتے تھے۔

91 ۔ مکتوبات معصومیہ، ۲۹۰/۲۴۸/۳۔

92۔ "وسیلۃ القبول" حضرت نقشبند ثانی کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ حضرت نقشبند ثانی شیخ وحدتؔ کے چچازاد اور شیخ محمد معصوم کے بیٹے تھے۔

93۔ رود کوثر، ص ۶۴۳۔

94 ۔ ایضاً ۶۴۳۔

95 ۔ شیخ ابو حنیف حضرت وحدتؔ کے سب سے بڑے صاحب زادے تھے۔

96 ۔ مقامات معصومی، ۲۹۶/۱

97۔ آپؒ کے والد نور اللہ اور دادا احمد معمار صدیق دونوں نے تاج محل آگرہ، لال قلعہ اور جامع مسجد دہلی کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

98۔ شیخ کمال الدین کی اولاد سے تھے۔ زمانے کے مشاہیر صوفیا میں شمار تھا۔ گجرات میں پیدا ہوئے اور مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی وہیں مدفون ہیں۔

99۔ نظامی، خلیق احمد (پروفیسر)۔ تاریخ مشائخ چشت۔ لاہور: زاویہ پبلشرز، ۲۰۱۴۔ ص ۳۱۰۔

100 ۔ نومسلم تھے مگر اسلام کا اظہار نہ کیا تھا شاہ صاحب نے فیض اللہ نام رکھا تھا۔ تاریخ مشائخ چشت۔ ص ۳۱۴۔

101 ۔ تاریخ مشائخ چشت، ص ۳۱۰۔

102 ۔ تاریخ مشائخ چشت۔ ص، ۴۲-۴۷۔

103۔ تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص ۱۳۷۔ اس میں کافی اختلاف ہے مناقب فخریہ و مناقب المحبوبین میں بالترتیب ۱۱۶۰ھ اور ۱۲۶۵ھ درج ہے۔

104 ۔ دہلوی، فخر الدین چشتی۔ رقعات مرشدی۔ مترجم: ڈاکٹر محمد اختر چیمہ۔ لاہور: مکتبہ زاویہ۔ ۱۹۹۹ء۔ ص ۴۳۔

105 ۔ ایضاً، ص ۳۶۷۔

106 ۔ ایضاً، ص ۶۔

107 ۔ لین پول، اسٹینلے۔ مسلمان شاہی خاندان۔ کراچی: سٹی بک پوائنٹ۔ طبع دوم، ۲۰۰۶۔ ص ۱۹۷۔

108۔ توکلی، نور بخش، علامہ۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ لاہور: نوری بک ڈپو، طبع دوم، ۱۹۷۶۔ ص ۲۸۲-۳۰۳۔

109 ۔ آپ حضرت عبدالاحد وحدتؔ سرہندیؒ کے خلیفہ تھے۔

110۔ فرید آبادی، سید ہاشمی۔ تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت۔ کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان۔ جلد دوم۔ بار اول ۱۹۵۳۔ بار سوم ۲۰۰۳۔ ص ۱۴۴۔

111 ۔ رود کوثر، ص ۶۶۵۔

112۔ دہلوی، غلام علی شاہ۔ مقامات مظہری۔ مترجم، محمد اقبال مجددی۔ لاہور: اردو سائنس بورڈ۔ طبع دوم ۲۰۰۱ء۔ ص ۱۴۴۔

113۔ ایضاً ص ۱۳۷۔

114 ۔ اس مجموعہ مکاتیب کے مرتب ابو الخیر محمد بن احمد مراد آبادی ہیں۔ اس مجموعہ میں حضرت شاہ ولی اللہ کے مکاتیب بھی شامل ہیں۔

115۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے معروف خلیفہ تھے۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے ان کو "بیہقی دوراں" کہا ہے

116 ۔ اس مجموعہ مکاتیب میں ۱۳۰ مکاتیب قاضی صاحب کے نام اور باقی ۱۷ مکاتیب دوسرے لوگوں کے نام ہیں۔ مقامات مظہری ص ۱۳۹۔

117 ۔ دیکھئے لوائح خانقاہ مظہریہ ۱۹۷۲۔ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان۔ مخزونہ خانقاہ اخوند نسیم۔

118 ۔ سید احمد خان، آثار الصنادید۔ مرتبہ خلیق انجم۔ دہلی: اردو اکادمی۔ طبع دوم 1992ء۔ جلد دوم، ص ۱۷۔

119۔ شام، عراق، کردستان اور ترکی میں آپ کی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ بہت پھیلا اور آپ کی نسبت سے ان علاقوں میں یہ سلسلہ "خالدیہ" کہلاتا ہے۔

120 ۔ رودِ کوثر، ص ۵۹۳۵۱۔

121 ۔ مقاماتِ معصومی، ۴۵۰۲۔

122 ۔ مقامات مظہری، ص ۱۶۹۔

123 ۔ آپ کی تاریخ پیدائش و وصال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

124 ۔ بہت اچھے عالم و قاری تھے شاہ صاحب اکثر آپؒ سے قرآن سنا کرتے، حرم مکہ میں اہل عرب نے بھی آپ کی قرأت کی تعریف کی ہے۔

125 ۔ دیکھئے مقامات مظہری ص ۱۶۰۔

126۔ شاہ احمد سعیدؒ کے بعد حاجی دوست محمد قندھاریؒ ایک زمانے میں تین اہم مجددی خانقاہوں (قندھار، موسیٰ زئی اور دہلی) کے سربراہ تھے۔